ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

30

www.tanzeem.org

8 تا 14 ذوالقعدہ 1438ھ/ یکم تا 7 اگست 2017ء

اسلام، جہاد اور قربانی

ہر وہ کوشش و سعی جو اسلام کی خاطر ہو، وہ جہاد ہے۔ خواہ ایثارِ جان کی سعی ہو یا قربانی مال و اولاد کی جدوجہد اور یہی حقیقت اسلام ہے کہ اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔ پس جہاد اور اسلام ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ پس کوئی ہستی مسلم ہو نہیں سکتی جب تک کہ مجاہد نہ ہو اور کوئی مجاہد ہو نہیں سکتا جب تک مسلم نہ ہو۔ اسلام کی لذت اس بدبخت کے لیے حرام ہے جس کا ذوق ایمانی لذت جہاد سے محروم ہو اور زمین پر اگرچہ اس نے اپنا نام مسلمان رکھا ہو لیکن اس کو کہہ دو کہ آسمانوں میں اس کا شمار کُفّار کے زمرے میں ہے۔

آج جب ایک دنیا لفظ جہاد کی دہشت سے کانپ رہی ہے جبکہ عالم مسیحی کی نظروں میں یہ لفظ عفریت مہیب یا ایک حربۂ بے امان ہے جبکہ اسلام کے مدعیان خود نصف صدی سے کوشش کر رہے ہیں کہ کفر کی رضا کے لیے اہل اسلام کو مجبور کریں کہ وہ اس لفظ کو لغت سے نکال دیں۔ جب کہ بظاہر انہوں نے کفر و اسلام کے درمیان ایک راضی نامہ لکھ دیا کہ اسلام لفظ جہاد کو بھلا چکا ہے۔ لہٰذا کفر اپنے توحّش کو بھول جائے۔ تاہم آج کل کے ملحد مسلمین اور مفسدین کا ایک حزب الشیطان بے چین ہے کہ بس چلے تو یورپ سے درجہ تقرب و عبودیت حاصل کرنے کے لیے تحریف الکلم عن مواضعہ کے بعد سرے سے اس لفظ کو قرآن سے نکال دے۔ میں صاف صاف کہتا ہوں کہ اسلام کی حقیقت ہی جہاد ہے۔ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اسلام سے اگر جہاد کو الگ کر لیا جائے تو وہ ایک ایسا لفظ ہوگا جس کے کوئی معنی نہ ہوں۔ ایک اسم ہوگا جس کا مسمّی نہ ہو، ایک قشر محض ہوگا جس سے مغز نکال لیا گیا ہو۔

ہاں! اے غارت گران حقیقت اسلامی! اے دشمنانِ متاع ایمانی! اور اے مفسدین ملت و مدعیان اصلاح! قرآن کریم اسی کو حقیقت اسلامی کہتا ہے۔ اسلام کا اعتقاد اسی کے لیے ہے اور اس کی تمام عبادتیں اسی کے لیے ہیں۔ اس کے تمام جسم اعمالی کی روح میں یہی شے ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کی یاد کو اس نے ہمیشہ زندہ رکھنا چاہا اور عیدالاضحیٰ کو یوم جشن و مسرت بنایا۔

مولانا ابوالکلام آزاد

اس شمارے میں

سرائے سلطان کا بھٹکا ہوا مسافر

اجتماع جمعہ اور انقلابی جماعت

مطالعۂ کلام اقبال

حقیقی تبدیلی کا خواب

یہ تیرے پُراسرار بندے!

حج کی روح اور اس کا فلسفہ

اعمال اور کردار کا محاسبہ

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الہدیٰ (765)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا ردِّعمل

سُورۃ مریم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:45 تا 47

يٰۤاَبَتِ اِنِّيۡۤ اَخَافُ اَنۡ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ فَتَكُوۡنَ لِلشَّيۡطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾
نِیۡ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنۡتَ عَنۡ اٰلِهَتِیۡ يٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ ۚ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ لَاَرۡجُمَنَّكَ وَاهۡجُرۡ
مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيۡكَ ۚ سَاَسۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّيۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيۡ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾

آیت ۴۵ ﴿يٰۤاَبَتِ اِنِّيۡۤ اَخَافُ اَنۡ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ فَتَكُوۡنَ لِلشَّيۡطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾﴾ ’’ابا جان! مجھے اندیشہ ہے کہ رحمٰن کی طرف سے کوئی عذاب آپ کو آ پکڑے اور پھر آپ شیطان ہی کے ساتھی بن کر رہ جائیں۔‘‘

آیت ۴۶ ﴿قَالَ اَرَاغِبٌ اَنۡتَ عَنۡ اٰلِهَتِیۡ يٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ ۚ﴾ ’’اُس نے کہا: اے ابراہیم! کیا تم کنارہ کشی کر رہے ہو میرے معبودوں سے؟‘‘

ایک طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لجاجت بھرا طرزِ تخاطب تھا تو دوسری طرف جواب میں باپ کا یہ فرعونی انداز بھی ملاحظہ ہو!

﴿لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ لَاَرۡجُمَنَّكَ وَاهۡجُرۡنِیۡ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾﴾ ’’اگر تم اس سے باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کردوں گا‘ اور تم مجھے چھوڑ (کر چلے) جاؤ ایک مدت تک۔‘‘

تمہاری یہ باتیں میری برداشت سے باہر ہیں‘ لہٰذا تم فوری طور پر میری نگاہوں سے دور ہو جاؤ!

آیت ۴۷ ﴿قَالَ سَلٰمٌ عَلَيۡكَ ۚ سَاَسۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّيۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيۡ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾﴾

’’ابراہیم علیہ السلام نے کہا: آپ پر سلام! میں اپنے رب سے آپ کے لیے استغفار کرتا رہوں گا‘ وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے۔‘‘

ابراہیم علیہ السلام نے باپ کی طرف سے اتنے سخت جواب کے بعد بھی اپنا اندازِ تخاطب انتہائی مؤدبانہ رکھا‘ اس سے بھی بڑھ کر آپؑ نے ان کے لیے اپنے مہربان رب سے دعا کرنے کا بھی ارادہ کیا۔ اسی طرح ایک مبلغ اور داعی کو بھی چاہیے کہ وہ مدِّ مقابل کی طرف سے انتہائی سخت جملوں کے بعد بھی ترش انداز اختیار کرنے کے بجائے نرمی کو ہی اپنائے۔

فرمان نبوی

غیر مسلموں کو سلام کرنا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبْدَئُوا الْیَھُوْدَ وَلَا النَّصَارٰی بِالسَّلَامِ فَاِذَا لَقِیْتُمْ اَحَدَھُمْ فِیْ طَرِیْقٍ فَاضْطَرُّوْہُ اِلٰی اَضْیَقِہٖ)) (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’یہود اور نصاریٰ کو سلام کرنے میں ابتدا نہ کرو اور جب تمہیں ان میں سے کوئی راستہ میں ملے تو اسے تنگ راستہ کی طرف مجبور کردو۔‘‘

تشریح: غیر مسلموں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔ سلام کرنا درحقیقت اسلامی تہذیب کا بخشا ہوا ایک اعزاز ہے جس کے مستحق وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اسلامی تہذیب کے پیرو اور مسلمان ہوں۔ اس اعزاز کا استحقاق ان لوگوں کو حاصل نہیں ہو سکتا جو دین دشمن اور اللہ کے باغی ہیں۔ ان باغیوں کے ساتھ سلام اور اس جیسی دوسری چیزوں کے ذریعہ الفت و محبت کے مراسم قائم کرنا بھی جائز نہیں ہیں۔ ہاں اگر وہ لوگ سلام میں خود پہل کریں اور السلام علیک یا السلام علیکم کہیں تو اس کے جواب میں صرف وَعَلَیْکَ یا وَعَلَیْکُمْ کہہ دیا جائے۔ اگر غیر مسلم راستہ میں ملیں تو ان پر اتنا دباؤ ڈالا جائے کہ وہ سمٹ کر گزرنے پر مجبور ہو جائیں اور ان پر راستہ تنگ ہو جائے تاکہ اسلام کی عظمت و شوکت اور مسلمانوں کا دبدبہ ظاہر ہو۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

8 تا 14 ذوالقعدہ 1438ھ — جلد 26
یکم تا 7 اگست 2017ء — شمارہ 30

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ: 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرائے سلطان کا بھٹکا ہوا مسافر

3 اپریل 2016ء کو پانامہ کا ہنگامہ برپا ہوا۔ سپریم کورٹ نے عمران خان کی پٹیشن پہلے تو مسترد کر دی لیکن پھر اس پر از خود نوٹس لے لیا۔ یکم نومبر 2016ء کو اس کی پہلی سماعت ہوئی۔ وسط دسمبر میں چیف جسٹس انور ظہیر جمالی کی ریٹائرمنٹ پر بنچ ٹوٹ گیا۔ نئے چیف جسٹس ثاقب نثار نے جسٹس آصف سعید کھوسہ کی سربراہی میں نیا پانچ رکنی بنچ قائم کر دیا، جس نے 20 اپریل 2016ء کو ایک split فیصلہ دیا۔ جس کے مطابق دو ججوں نے نواز شریف کو نااہل قرار دے دیا اور تین ججز نے مزید تحقیق کے لیے J.I.T بنانے کا حکم دیا اور حتمی فیصلہ اُس وقت تک ملتوی کر دیا جب تک J.I.T اپنی تحقیقاتی رپورٹ جمع نہ کرا دے۔ 10 جولائی کو J.I.T نے رپورٹ جمع کرا دی۔ J.I.T کے مطابق شریف فیملی نے جھوٹ، جعلسازی، منی لانڈرنگ اور الیکشن کمیشن کو غلط معلومات فراہم کرنے کے جرائم کا ارتکاب کیا۔ سپریم کورٹ نے ان معلومات کو بنیاد بنا کر نواز شریف کو نااہل قرار دے دیا اور شریف فیملی کے خلاف نیب میں 12 ریفرنسز داخل کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان میں تین نواز شریف، تین حسین نواز، تین حسن نواز ایک اسحاق ڈار، ایک مریم نواز اور ایک کیپٹن صفدر کے خلاف دائر کیا جائے گا۔ گویا میاں نواز شریف کا سارا خاندان بمع سمدھی اور داماد ریفرنسز کی زد میں آ کر پاکستان کی سیاست سے بے دخل ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ میاں نواز شریف کو الوداع کہتے ہوئے ہم چاہیں گے کہ اُن کی سیاسی زندگی کی روداد مختصراً قارئین کو سنا دیں کیونکہ کچھ باتیں قارئین کے لیے یقیناً نئی ہوں گی۔

میاں نواز شریف کے آباء امرتسر سے ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ میاں شریف تقسیم ہند سے پہلے ہی لاہور آ چکے تھے اور سرائے سلطان میں ٹھکانہ بنا لیا، یہیں چھوٹی چھوٹی بھٹیاں لگائی گئیں اور کام کا آغاز ہو گیا۔ میاں نواز شریف میاں شریف کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اُن کی پیدائش کے فوری بعد میاں شریف کے کاروبار میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی شروع ہو گئی اور اتفاق فاؤنڈری وجود میں آ گئی۔ میاں نواز شریف کی شادی رستم زماں گاماں پہلوان کے خاندان میں ہوئی۔ اُن کے سسر ڈاکٹر حفیظ مصری شاہ لاہور کے معروف ترین جنرل پریکٹیشنر تھے۔ وہ علاقے میں اچھی شہرت رکھتے تھے۔ شریف فیملی کو دو چیزیں سیاست میں لائیں ایک ذوالفقار علی بھٹو کی نجکاری پالیسی اور دوسرا اپنے کاروبار میں مراعات لینے کے لیے افسروں کے کمروں کے باہر گھنٹوں انتظار نے اُن میں یہ سوچ پیدا کی کہ کیوں نہ خود اقتدار میں آ کر اپنے کاروبار کے راستے میں حائل ہونے والی رکاوٹیں دور کی جائیں۔ گویا اہل پاکستان یہ بات جان لیں کہ میاں شریف کے سامنے سیاست میں آنے کا مقصد ہی اپنے کاروبار کا تحفظ بلکہ اُس میں بڑھوتری تھا۔ اس کا واضح ثبوت میاں شریف اور آرمی چیف مرزا اسلم بیگ کے درمیان ہونے والا مکالمہ تھا۔ جب میاں نواز شریف وزیر اعظم بنے۔ مرزا اسلم بیگ نے اُنہیں ہمدردانہ نصیحت کی

کہ اب آپ اپنے کاروبار سے الگ ہو جائیں تو بقول بیگ صاحب میاں شریف کے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ اُنہوں نے اقتدار حاصل کس لیے کیا ہے؟ جب میاں نواز شریف کو سیاست میں داخل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اُس وقت ذوالفقار علی بھٹو کی پاکستان پیپلز پارٹی پاکستان پر حکمران تھی۔ جماعت اسلامی اپوزیشن کا رول ادا کر رہی تھی۔ میاں شریف نے جماعت اسلامی سے اچھے تعلقات قائم کیے۔ دوسری پارٹی اصغر خان کی تحریک استقلال تھی۔ سوچ بچار کے بعد نواز شریف اصغر خان کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ جب ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف تحریک چلی تو نواز شریف سیاسی لحاظ سے تو سرگرم نہ ہو سکے البتہ تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ کی ہر طرح مدد کی یہ تحریک اصلاً اینٹی بھٹو تحریک تھی جو کامیاب ہوئی۔ ضیاء الحق نے مارشل لاء نافذ کیا تو پنجاب کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور گورنر جنرل جیلانی سے شریف فیملی نے ذاتی تعلقات قائم کیے اور مستند اطلاعات کے مطابق اُنہیں انتہائی قیمتی تحائف سے لاد دیا۔ جنرل جیلانی نے ہی شریف فیملی کا جنرل ضیاء الحق سے تعارف کروایا۔ جنرل جیلانی نے اُنہیں اپنی صوبائی کابینہ میں بطور وزیر خزانہ لے لیا لیکن بعدازاں شریف فیملی نے جنرل جیلانی کو بائی پاس کر کے ضیاء الحق سے براہ راست تعلقات قائم کر لیے اب جنرل جیلانی سائیڈ لائن کر دیے گئے۔ نواز شریف نے اپنی سیاسی زندگی میں یہ کام کئی مرتبہ کیا۔ جنرل ضیاء الحق نے ملک میں غیر جماعتی انتخابات کا انعقاد کروایا۔ کیونکہ انہیں خوف تھا کہ جماعتی انتخابات میں ان کی دشمن PPP کامیاب ہو جائے گی۔

PPP نے حماقت عظمیٰ کا مظاہرہ کرتے ہوئے انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا جو جنرل ضیاء کے لیے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے پیدا کردہ خلا کو نئے لوگوں نے پُر کیا جو ضیاء الحق کے آگے سیاسی لحاظ سے سربسجود ہو گئے۔ نواز شریف نے پنجاب میں پیپلز پارٹی کے خلاف ڈٹ کر کام کیا تو وہ ضیاء الحق کی آنکھ کا تارہ بن گئے۔ 1985ء کے انتخابات میں محمد خان جونیجو وزیر اعظم اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ نواز شریف بنے۔ انتخابات اگرچہ غیر جماعتی تھے لیکن ایوان میں ایک مسلم لیگ وجود میں آ گئی اب نواز شریف مسلم لیگ کے صوبائی رہنما تھے۔ 10 اپریل 1986ء کو بے نظیر لاہور آئیں تو ان کا ایسا فقید المثال استقبال ہوا کہ بڑے بڑے سیاسی ماہر ششدر رہ گئے۔ یوں معلوم ہوتا تھا سارا ملک ان کے استقبال کے لیے اُمڈ آیا ہے۔ نواز شریف ایک طرف ضیاء الحق کے دست راست تھے تو دوسری طرف ان کی دشمن بے نظیر کو خفیہ طور پر چندہ دیتے رہتے تھے۔ یہ راز جب فاش ہوا تو ضیاء الحق ان سے سخت برہم ہوئے۔ پھر باپ بیٹا اسلام آباد پہنچے اور ضیاء الحق سے ہاتھ جوڑ کر بلکہ ان کے گھٹنے پر ہاتھ لگا کر معافی مانگی گئی۔ ضیاء الحق نے جونیجو کی اسمبلی توڑی تو جمہوریت کے چیمپئن نواز شریف نے ضیاء الحق کا ساتھ دیا۔ ضیاء الحق کو 17 اگست 1988ء کو فضائی حادثے میں ہلاک کر دیا گیا۔ اس حادثے نے پنجاب میں ضیاء الحق کے لیے ہمدردی کی زبردست لہر پیدا کی جس کا سراسر فائدہ نواز شریف نے اٹھایا۔ انہوں نے ضیاء الحق کے فرزند اعجاز الحق کا بازو پکڑا اور ضیاء الحق کی قبر پر جا کر اعلان کیا کہ میں ضیاء الحق کا مشن یعنی نفاذ اسلام کا فریضہ پورا کروں گا۔ بعدازاں اعجاز الحق کو کارنر کر دیا گیا نومبر 1988ء میں پاکستان میں انتخابات کا اعلان ہوا۔ پاکستان پیپلز پارٹی اب بھی ملک بھر میں ایک مضبوط سیاسی قوت تھی۔ بے نظیر بھٹو اینٹی اسٹیبلشمنٹ کے طور پر سامنے آئیں، لہٰذا آئی ایس آئی کے چیف حمید گل نے اپنی نگرانی میں ایک سیاسی اتحاد اسلامی جمہوری اتحاد کے نام سے بنایا۔ اس اتحاد کی مالی اور عملی مدد کی گئی لیکن پھر بھی مرکز میں پاکستان پیپلز پارٹی زیادہ نشستیں لینے میں کامیاب ہو گئی۔ دو دن بعد صوبائی انتخابات تھے۔ نواز شریف نے پنجاب میں کھلم کھلا نعرہ لگایا ''جاگ پنجابی جاگ تیری پگ نوں لگ گیا داغ'' اس بدترین صوبائی عصبیت نے کام دکھایا اور نواز شریف پنجاب میں اکثریت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ نواز شریف نے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے وزیر اعظم بے نظیر کو خوب زچ کیا۔ اس پر بے نظیر کی طرف سے بھی نواز شریف کے خلاف بعض اوچھے اقدام کیے گئے۔ سچی بات یہ ہے کہ ان کی لڑائی نے اسٹیبلشمنٹ کو بہت دلیر کر دیا۔ لہٰذا اُنہوں نے کبھی نواز شریف کی اور کبھی بے نظیر کی حکومت کا تختہ الٹا۔

ایک بات چونکہ اس مقدمہ سے متعلق ہے چنانچہ اُس کا حوالہ دے کر آگے چلتے ہیں۔ 1990ء سے 1993ء تک نواز شریف پاکستان کے وزیر اعظم تھے۔ یہی وہ دن تھے جب لندن کے فلیٹ خریدے گئے، جن کے بارے میں سپریم کورٹ کو غلط طور پر بتایا گیا کہ یہ 2006ء میں خریدے گئے۔ حالانکہ 90 کی دہائی میں نواز شریف کے کئی قریبی دوست اور رشتہ دار اُن فلیٹس میں وقتی طور پر رہائش رکھ چکے تھے جن کا اُنہوں نے اعتراف کیا۔ 1997ء میں نواز شریف دوسری مرتبہ وزیر اعظم بنے۔ اب کہ اُن میں ایک تبدیلی دیکھی گئی کہ بھارت کی طرف اُن کا جھکاؤ ضرورت سے زیادہ نظر آیا۔ 1999ء میں پرویز مشرف نے اُن کا تختہ الٹ دیا۔ پرویز مشرف اس کی جتنی چاہیں وضاحتیں دیں اور توجیہات پیش کریں، حقیقت یہ ہے کہ یہ اُن کی اقتدار کے لیے ناجائز ہوس اور بدنیتی کی وجہ سے تھا۔ یہ آئین سے غداری تھی جس کی اُنہیں سزا ملنا چاہیے تھی۔ راحیل شریف ذاتی طور پر جتنے بھی پرویز مشرف کے (باقی صفحہ 14 پر)

اجتماعِ جمعہ اور انقلابی جماعت

سورۃ الجمعہ کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن انسٹیٹیوٹ، گلستان جوہر کراچی میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 21 جولائی 2017ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! آج ہم سورۃ الجمعہ کا مطالعہ کریں گے۔ سورۃ الجمعہ مدنی سورت ہے اور دو رکوعوں پر مشتمل ہے۔ دوسرے رکوع میں جمعہ کے احکام بیان ہوئے ہیں لیکن غور کیا جائے تو پہلا رکوع بھی اسی کی تمہید ہے اور اس کے بعض گوشوں کی وضاحت ہے کہ جمعہ کا نظام کیا ہے؟ یہ کیوں دیا گیا ہے؟ اور اس کا اصل مقصد اور حکمت کیا ہے؟ اس سورۃ کے متصلاً قبل سورۃ الصف ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے خصوصی مشن کو واضح کیا گیا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ ''وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اس کو پورے نظامِ زندگی پر'' (الصف:9)

یہ وہ مشن ہے جو تمام انبیاء و رسل میں سے صرف آپ ﷺ کو ملا ہے۔ پہلے جتنے بھی انبیاء و رسل آئے وہ ایک خاص وقت کے لیے اور ایک خاص قوم کے لیے آئے تھے اور ان کا کام بھی صرف دین کی دعوت دینا تھا۔ جبکہ آپ ﷺ تمام بنی نوع انسانی کے لیے مبعوث کیے گئے ہیں اور آپ ﷺ کا مقصد بعثت صرف دین کی دعوت دینا ہی نہیں بلکہ اس دین کو تمام روئے ارضی پر غالب و نافذ بھی کرنا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے آپ ﷺ کو دو چیزیں عطا کی گئیں۔ یعنی الہدیٰ اور دین حق۔ چونکہ ہر انسان کی زندگی کا اصل مقصد ہی آزمائش ہے:

﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ﴾ (الملک:2) ''جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔''

اس آزمائش میں ناکامی کا نتیجہ بہت بھیانک اور دردناک ہے جس سے بچنے کے لیے ہمیں ہدایت اور راہنمائی کی ضرورت ہے اور یہ تمام ہدایت اور راہنمائی الہدیٰ یعنی قرآن اور اس کی تشریح سنت میں موجود ہے۔ دوسری چیز جو حضور ﷺ کو دی گئی وہ دین حق ہے اور دین حق صرف یہ نہیں ہے کہ اپنا نماز، روزہ اور عقیدہ درست کرنا ہے اور اسی کی دعوت دینی ہے بلکہ: ﴿لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ ''تاکہ غالب کر دے اس کو پورے نظامِ زندگی پر''

مرتب: ابو ابراہیم

یہ اجتماعیت کا دور ہے اور اجتماعی زندگی میں معاشرتی نظام کیا ہوگا، معاشی نظام کیا ہوگا، نظام انصاف یعنی عدالتی نظام کیا ہوگا، عائلی قوانین کیا ہوں گے؟ گویا قیامت تک کے لیے جتنے بھی معاشرتی اور سیاسی مسائل ہو سکتے ہیں۔ ان تمام کا آخری حل دین حق ہے جو ہر اعتبار سے کامل ہے۔ چنانچہ اس کامل اور ہر لحاظ سے جامع دین کو پورے نظام زندگی پر غالب کرنا آپ ﷺ کا مقصد بعثت اور مشن ہے اور اس مشن کی تکمیل کی ذمہ داری اس اُمت پر ہے۔ ع

وقت فرصت ہے کہاں، کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

اصل کام تو یہی ہے اور اسی میں مسلمانوں کی عزت اور ترقی کا راز پنہاں ہے۔ چنانچہ اگلی دو آیات میں اسی راز سے پردہ اُٹھایا گیا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑩﴾ ''اے ایمان کے دعوے دارو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت کے بارے میں بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے چھٹکارا دلا دے؟''

﴿تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ﴾ ''(وہ یہ کہ) تم ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسولؐ پر اور جہاد کرو اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ۔''

باطل اور استعماری قوتیں اپنے مفادات کے لیے نوعِ انسانی پر ظالمانہ طاغوتی نظام مسلط کیے رکھتی ہیں اور اس کے ذریعے انسانیت کا استحصال کرتی ہیں۔ اس ظلم و ناانصافی کو ختم کر کے اس دنیا کو انسانیت کے لیے جنت بنانے اور حقیقی جنت تک پہنچنے کا راستہ آسان کرنے کے لیے سرجیکل آپریشن کی ضرورت پڑتی ہے:

﴿وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ﴾ ''اور لڑو ان سے یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کا ہو جائے۔'' (البقرۃ:193)

چنانچہ یہی حضور ﷺ کا اصل مشن تھا جس کا ذکر قرآن مجید میں تین جگہوں پر آیا ہے اور اس مشن کی تکمیل کے لیے جماعت کی تیاری اور اس کی تربیت کیسے کی جائے اس کا ذکر چار مرتبہ آیا ہے اور ان میں سے ایک مقام سورۃ الجمعہ میں بھی ہے۔ اس لحاظ سے سورۃ الجمعہ کے اندر ایک اور مضمون بھی آیا ہے جو سورۃ الصف اور سورۃ الجمعہ مل کر پورا کرتی ہیں اور وہ ہے حضور ﷺ کا مقصد بعثت اور انقلابی جماعت کی تیاری۔ چنانچہ فرمایا:

﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① ﴾ ''تسبیح کرتی ہے اللہ کی ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، جو بادشاہ ہے (ہر عیب سے) پاک ہے، بہت زبردست ہے، بہت حکمت والا ہے۔''

اس آیت میں اللہ کا تعارف چار صفات کے حوالے سے بیان کرنے کے بعد اگلی آیت میں یہ بتایا گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی جماعت کیسے تیار ہوئی جس کے نتیجے میں اللہ نے اسے کامیابی عطا فرمائی:

﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ﴾ ''وہی تو ہے جس نے اٹھایا اُمیین میں ایک رسول ان ہی میں سے، جو ان کو پڑھ کر سناتا ہے اُس کی آیات اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب وحکمت کی۔''

آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں جزیرہ نما عرب پر اللہ کا دین غالب ہو گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے ساتھیوں نے اپنی بنیادی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے اس مشن کو اس طرح آگے بڑھایا کہ دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کی دو سپر طاقتوں سمیت 44 لاکھ مربع میل کا علاقہ اسلام کے زیرِنگیں آ چکا تھا۔ اب اس سارے علاقے میں سب لوگ مسلمان نہیں تھے لیکن اللہ کا دین غالب تھا جس کی برکت سے تھوڑے ہی عرصہ میں ان ممالک کی اکثریت مسلمان ہو گئی۔ اس کے بعد ایسا ہرگز نہیں ہوا کہ خلافت راشدہ کے بعد اسلام ختم ہو گیا ہو۔ اگرچہ اوپر کی سطح پر ملوکیت کی پرچھائی آ گئی تھی لیکن نیچے پورا سسٹم موجود تھا۔ عدالتیں سب اسلامی تھیں۔ بہرحال مسلسل 8 صدیوں تک مسلمان اس دھرتی پر سپر پاور رہے جیسا کہ اللہ کا وعدہ تھا۔

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑬⑨﴾ ''اور تم ہی سربلند رہو گے اگر تم مؤمن ہوئے۔'' (آل عمران:139)

آج کا مسلمان سوچتا ہے کہ شاید ہم مسلمان ہمیشہ سے ایسے ہی ذلیل وخوار ہیں۔ اسی لیے اقبال کہتے تھے کہ

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبر بھی کیا تو نے؟
وہ کیا گردوں تھا، تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا؟

آٹھ صدیوں بعد جب مسلمانوں نے دین سے بے وفائی اور غداری کا رویہ اختیار کیا تو پھر اللہ نے اپنی سنت کے مطابق انہیں کفریہ طاقتوں سے پٹوایا جیسے بنی اسرائیل کو پٹوایا تھا۔ لیکن دو صدیوں بعد جب مسلمانوں نے اپنی اصلاح کی تو دوبارہ مسلمان سپریم پاور بنے جب خلافت عثمانی قائم ہوئی۔ یعنی اللہ کا یہ وعدہ مسلمانوں سے پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے کہ وہ مومن بن جائیں تو اللہ انہیں سربلندی عطا کرے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ مومنین کی وہ جماعت اللہ کے رسول ﷺ نے کیسے تیار کی تھی جس نے دنیا میں دین کو غالب کیا؟ ہمارے لیے نمونہ کیا ہے؟

﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ﴾ ''جو ان کو پڑھ کر سناتا ہے اُس کی آیات''۔

قرآن مجید وہ نسخہ کیمیا ہے جو انسان کے اندر کی تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ آج مسلمانوں میں سب سے بڑی بیماری حقیقی ایمان کی کمی ہے۔ ہم صرف موروثی طور پر مسلمان ہیں۔ باقی چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی۔ جس طرف پوری دنیا چلی جا رہی ہے ہم بھی جا رہے ہیں۔ قرآن کے وارث ہیں لیکن بدقسمتی سے آج سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کی قرآن کے ذریعے اصلاح کی جائے۔

﴿وَيُزَكِّيْهِمْ﴾ ''اور ان کا تزکیہ کرتا ہے''۔

دنیا کی صحبت، مال کی محبت، حسد، بغض، لالچ، طمع، تکبر، یہ سب انسان کے باطنی امراض ہیں۔ جب تک ان سے پاک نہ ہو صحیح طور پر آدمی صراطِ مستقیم پر چل نہیں سکتا۔

﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ﴾ ''اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب کی''۔

کیا جائز ہے کیا ناجائز ہے، کیا حلال ہے کیا حرام ہے، سیاست، معیشت اور معاشرت کے سارے اصول، ضوابط اور قوانین کتاب یعنی قرآن کے ذریعے اللہ کے رسول ﷺ نے سکھائے اور اس طرح ایک پاکیزہ معاشرہ تشکیل دیا۔

پریس ریلیز 28 جولائی 2017ء

نواز شریف کا انجام پاکستان کی اشرافیہ کے لیے باعث عبرت ہے

پاکستان میں صالح معاشرہ قائم کرنے اور صالح قیادت لانے کی ضرورت ہے

صرف چہرے نہیں نظام کو بدلنا ہوگا، وگرنہ مستقبل میں بد سے بدتر حکمران مسلط ہوں گے

حافظ عاکف سعید

نواز شریف کا انجام پاکستان کی اشرافیہ کے لیے باعث عبرت ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ نواز شریف نے اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز صدر ضیاء الحق کی سرپرستی میں شروع کیا، وہ اسلامی جمہوری اتحاد I.J.I کے صدر بنے اور پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کا دعویٰ کیا، لیکن اُنہوں نے پاکستان کی معیشت اور معاشرت کو خلاف اسلام اصولوں پر اُستوار کیا۔ بار بار کے دعووں کے باوجود سود کو ختم نہ کیا۔ عریانی اور بے حیائی پھیلانے والے الیکٹرانک میڈیا کی حوصلہ افزائی کی۔ اُنہوں نے علی الاعلان کہا کہ پاکستان کا مستقبل لبرل ازم سے وابستہ ہے۔ یہ دینِ اسلام سے غداری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس غداری کی سزا میں اُنہیں دنیا میں رسوا کیا ہے۔ اُنہوں نے زور دے کر کہا کہ پاکستان میں ایک صالح معاشرہ قائم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ صالح قیادت حکمران کے طور پر سامنے آئے وگرنہ اگلا حکمران بھی نواز شریف سے مختلف نہیں ہوگا۔ صرف چہرے نہیں نظام کو بدلنا ہوگا، وگرنہ مستقبل میں بد سے بدتر حکمران مسلط ہوں گے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

﴿وَالْحِكْمَةَ ق﴾ ''اور حکمت کی۔''

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''حکمت کی جڑ اللہ کا خوف ہے''جس کو اللہ کا خوف یعنی تقویٰ حاصل ہو جائے گویا اس کو اصل حکمت مل گئی۔ آپ ﷺ نے ان چار چیزوں سے صحابہؓ کی جماعت تیار کی ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ⟨2⟩﴾ ''اور یقیناً اس سے پہلے تو وہ کھلی گمراہی میں تھے۔''

﴿وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ط﴾ ''اور ان ہی میں سے ان دوسرے لوگوں میں بھی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔''

آپ ﷺ کی رسالت پوری نوع انسانی کے لیے ہے۔ صرف عربوں کے لیے نہیں۔

﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⟨3⟩﴾ ''اور وہ بہت زبردست ہے، کمال حکمت والا ہے۔''

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط﴾ ''یہ اللہ کا فضل ہے وہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔'' ﴿وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ⟨4⟩﴾ ''اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔''

سب سے زیادہ فضل تو آپ ﷺ پر ہوا اور آپ ﷺ کی وساطت سے جو بھی اس دین میں شامل ہو گیا، ان سب پر اللہ کا فضل ہوا۔

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ط﴾ ''مثال ان لوگوں کی جو حامل تورات بنائے گئے، پھر وہ اس کے حامل ثابت نہ ہوئے، اُس گدھے کی سی (مثال) ہے جو اٹھائے ہوئے ہو کتابوں کا بوجھ۔''

یہود اس پر فخر کرتے تھے کہ ہم اہل کتاب ہیں لیکن کتاب یعنی تورات سے ہدایت اور راہنمائی لینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ جیسے آج ہمیں بھی حامل قرآن ہونے پر فخر ہے لیکن عملی طور پر اسے کتاب ہدایت ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

﴿بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ط﴾ ''بہت بری مثال ہے اس قوم کی جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا۔'' ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⟨5⟩﴾ ''اور اللہ ایسے ظالموں کو (زبردستی) ہدایت نہیں دیتا۔''

یہود نے کبھی اس بات سے انکار نہیں کیا تھا کہ ہم تورات کو اللہ کی کتاب نہیں مانتے بلکہ وہ فخر کرتے تھے کہ ہم حامل تورات ہیں۔ لیکن جو طرز عمل انہوں نے اختیار کیا اس پر قرآن نے تبصرہ کیا کہ یہ بہت بری مثال ہے جو ان پر صادق آرہی ہے۔ یہ مثال بنی اسرائیل کے لیے تھی لیکن اس کے اصل مخاطب ہم ہیں۔ کیونکہ قرآن کے ذریعے وہ چاروں کام جو رسول ﷺ نے کیے جس کے نتیجے میں وہ عالی شان جماعت تیار ہوئی، آج ہم میں نہیں ہیں۔ گویا ہم بھی ہدایت سے منہ موڑ رہے ہیں۔

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ﴾ ''(اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجیے کہ اے وہ لوگو جو یہودی ہو گئے ہو! اگر تمہیں واقعی یہ گمان ہے کہ بس تم ہی اللہ کے دوست ہو باقی سب لوگوں کو چھوڑ کر،''

یہ خام خیالی اگر ہمارے اندر ہے کہ ہم تمام لوگوں کے مقابلے میں اللہ کے زیادہ قریب ہیں، اللہ کے ولی ہیں، اللہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اللہ سے محبت کرتے ہیں تو:

﴿فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ⟨6⟩﴾ ''تو تم موت کی تمنا کرو، اگر تم واقعی سچے ہو۔''

اصل میں خطاب ہم سے ہے کہ اگر ہم سچے ہیں تو پھر ہمیں موت کی تمنا کرنی چاہیے اور دنیا سے بے زاری کی ایک سوچ بن جانی چاہیے۔

﴿وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ط﴾ ''اور (حقیقت یہ ہے کہ) یہ لوگ ہرگز کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے اپنے ان اعمال کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں۔''

اس آئینے میں بھی ہم اپنی تصویر دیکھ سکتے ہیں۔ ہم اپنے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم خاص امت ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس کے لیے کچھ ذمہ داریاں بھی بتائی گئی ہیں، وہ ہمیں بھولی ہوئی ہیں لیکن دنیوی ہر کام ہمیں یاد ہے اور دنیا کے لیے ہی اپنے آپ کو کھپا رہے ہیں اس لیے نہ موت کے لیے تیار ہیں اور نہ تیاری ہے۔

﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ⟨7⟩﴾ ''اور اللہ ان ظالموں سے خوب واقف ہے۔''

﴿قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ﴾ ''(اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجیے کہ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم سے ملاقات کر کے رہے گی'' ﴿ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾ ''پھر تمہیں لوٹا دیا جائے گا اس ہستی کی طرف جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے'' ﴿فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⟨8⟩﴾ ''پھر وہ تمہیں جتلا دے گا جو کچھ تم کرتے رہے تھے۔''

اگلی آیات میں اب جمعہ کے احکام بیان ہو رہے ہیں۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ط﴾ ''اے ایمان والو! جب تمہیں پکارا جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کے ذکر کی طرف اور کاروبار چھوڑ دو۔''

جمعہ کے نظام کی حکمت ہی یہی ہے کہ مسلمان کم از کم ہفتہ میں ایک مرتبہ جمع ہوں اور پھر کوئی صاحب علم شخص قرآن کے ذریعے ان کی تعلیم و تربیت کرے۔ احادیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ خطبات جمعہ میں ''قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے اور قرآن کے ذریعے لوگوں کی تذکیر فرماتے تھے''۔ یعنی: ﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ق﴾ یہی وہ عمل ہے جو انقلابی جماعت کی تیاری میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ لہٰذا یہاں اسی وجہ سے تاکید کی جا رہی ہے کہ جب جمعہ کی اذان ہو جائے تو سب کام چھوڑ کر جمعہ میں شریک ہو جاؤ۔ اگرچہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس کا وقت دوسری اذان سے شروع ہوتا ہے لیکن جمعہ کے حوالے سے جو احادیث ہیں ان کے مطابق جب امام خطبے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو حاضری لگانے والے فرشتے اپنے رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔ اس چیز کو سامنے رکھیں تو پہلی ہی اذان پر سارے کام چھوڑ کر خطبہ جمعہ سننا چاہیے۔

﴿ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⟨9⟩﴾ ''یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔''

﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ ''پھر جب نماز پوری ہو چکے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔''

یہ وضاحت خاص طور پر اس لیے آئی ہے کہ بعض روایات کے مطابق یہود کے لیے جمعہ کا پورا دن عبادات کے لیے مخصوص تھا لیکن انہوں نے اپنی شرارت سے اس کو بدل کر ہفتے کا دن اپنے لیے طے کروایا پھر وہی ان کو الاٹ کر دیا گیا تھا لیکن اس دن صبح سے لے کر غروب آفتاب تک ان کے لیے ہر قسم کا کاروبار دنیوی حرام تھا۔ جبکہ اس امت کے لیے اللہ تعالیٰ نے خصوصی رعایت رکھی ہے کہ یہ پابندی صرف جمعہ کی پہلی اذان سے لے کر نماز کے اختتام تک ہے۔

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ⟨10⟩﴾ ''اور اللہ کو یاد کرو کثرت سے تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

اگرچہ خطبہ بھی ذکر ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے بعد ذکر کرنا چھوڑ دو۔ مطلوب یہ ہے کہ چلتے پھرتے ہر وقت زبان اللہ کے ذکر سے لبریز ہو اور ذکر جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی انسان شیطان کے حملوں سے بچ سکے گا۔

(باقی صفحہ 15 پر)

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

حکمتِ فرعونی 4

17 هر زماں اندر تلاشِ ساز و برگ — کارِ او فکرِ معاش و ترسِ مرگ

اب یہ ملت ہر وقت دنیاوی ساز وسامان کی تلاش میں رہتی ہے اور وسائل رزق کی کشائش روزی کی فکر اور موت کا ڈر اس کے اعصاب پر سوار ہو چکا ہے

18 مُنعمانِ اُو بخیل و عیش دوست — غافل از مغز اند و اندر بندِ پوست

اس کے مالدار کنجوس اور عیش پرست (اور) مغز (حقیقت) سے غافل اور چھلکے (ظاہر یعنی نمود ونمائش) میں گرفتار ہو گئے ہیں

19 قوتِ فرمانروا معبودِ او — در زیانِ دین و ایماں سُودِ او

ایسی قوم ہر حکمران کی طاقت کے سامنے سجدہ ریز رہتی ہے (اور) دین وایمان ہاتھ سے دینے میں ہی اپنا فائدہ دیکھتی ہے

20 از حدِ امروزِ خود بیروں نجست — روزگارش نقشِ یک فردا نہ بست

وہ اپنے آج (حال کی عیش وعشرت) کی حد سے باہر نہیں نکلتی اس کی زندگی (کسی اجتماعی قومی خوشگوار) مستقبل کا نقش (منصوبہ بندی) نہیں بناتی

21 از نیاگاں دفترے اندر بغل — الاماں از گفتہ ہاے بے عمل!

وہ اپنے اسلاف (کے کارناموں) کا دفتر بغل میں لیے (صبح شام چیتی) پھرتی ہے اللہ بچائے کہ (ہر غلام قوم کی طرح اس میں) باتیں بہت اور عمل کچھ نہیں ہوتا

22 دینِ او عہدِ وفا بستن بغیر — یعنی از خشتِ حرم تعمیرِ دیر

اس کا دین اسے غیروں (حکمرانوں اور ترقی یافتہ قوموں) سے عہدِ وفا باندھنا سکھاتا ہے یعنی حرم کی اینٹ سے وہ قوم بتکدے تعمیر کرتی جاتی ہے

23 آہ قومے دل ز حق پرداختہ — مُرد و مرگِ خویش را نشناختہ

افسوس اس قوم پر جس نے حق پرستی کے دعوے کے باوجود) حق سے دل ہٹا لیا (اور) محکومی کی موت مرگئی اور اپنی موت کو بھی نہیں پہچانا کہ اسی محکومی میں اپنی کامیابی سمجھتی ہے

17۔ ملت اسلامیہ مغرب کے رنگ میں اور اس کی تہذیب وثقافت میں رنگی جا چکی ہے اور اب اس کے ہر فرد کا مطمع نظر اللہ کو بھلا کر کائنات، آخرت کو بھلا کر دنیاوی زندگی اور روحانی وجود اور ضمیر کی جگہ جسمانی آسائشوں اور لذات کا حصول ہی ساری تگ ودو اور روز وشبانہ کا حاصل قرار پا چکا ہے۔

18۔ وقت کے فرعون عالمی مغربی برطانوی صہیونی استعمار کے زیر اثر مقامی لوگوں کی ذہنیت یہ بن گئی ہے کہ وہ اپنی قوم کے مفادات کا سودا کر کے مفادات حاصل کرتے ہیں (جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں قارون تھا) اور تجارت سے ارب پتی بن گئے ہیں مگر اپنی قوم کی بہتری کے لئے خرچ نہیں کرتے، بخل کرتے ہیں، عیش وعشرت میں پیسہ لٹاتے ہیں۔ افسوس کہ یہ لوگ آسمانی ہدایت کے حامل ہو کر بھی حقیقت سے غافل ہیں اور ظاہری پوست پر فریفتہ ہو کر زندگی گزار رہے ہیں۔

19۔ ان کی ذہنی اور فکری گراوٹ کا یہ عالم ہے کہ چڑھتے سورج کے پجاری بن گئے ہیں اور استعمار کے مفادات کا تحفظ ان کا مطمع نظر بن گیا ہے حکمرانوں کا کروفر ہی ان کا معبود ہیں اور ہر وہ کام کرنے پر آمادہ ہیں جن سے حکمران خوش ہوں، چاہے دین وایمان کا کتنا ہی نقصان ہو۔ ان کی قسمت حکمران قوت کے سامنے سجدہ ریز رہنا ہے اور ان کی نماز ایسی عبادت ہے کہ اس میں سجدہ ہی سجدہ ہے کبھی قیام نہیں ہے کہ وہ اپنی کسی بات پر اڑ جائیں اور حکمرانوں سے منوالیں۔

20۔ اس قوم اور طبقہ کے نزدیک وقتی مفادات ہی سب کچھ ہیں اور آج سے ماورا کبھی نہیں سوچتے، ان کے شب وروز میں مستقبل یعنی ملت اسلامیہ کا مستقبل یا ملت اسلامیہ کی بہبود کا کوئی منصوبہ ہی نہیں ہے اور فکر فردا سے کلیتاً آزاد ہیں یہاں کی بھی اور آخرت کی بھی۔

21۔ محکوم قوم کے یہ سرکردہ لوگ اپنے اسلاف کے شاندار ماضی کا دفتر بغل میں دبائے رکھتے ہیں اس سے وابستگی رکھتے ہیں، اس پر فخر کرتے ہیں مگر اسلاف کے طرز عمل، فکر اور ملت اسلامیہ کے کردار اور ذمہ داریوں سے نابلد ہیں اور بے عمل ہیں۔

22۔ محکوم قومیں بالعموم یہی کرتی ہیں اور ملت اسلامیہ کی گزشتہ دو صدیوں کی غلامی کا بھی یہی حاصل ہے کہ اس کے اندر حکومتی مراعات سے آسودہ طبقہ ہی موثر ہے اور وہ حکمرانوں سے وفاداری ہی کو دین وایمان سمجھتا ہے۔ مغربی صہیونی استعمار سے وفاداری ہی ان کا حاصل زندگی ہے، نیرنگیٔ زمانہ ہے کہ ملت اسلامیہ کا مؤثر طبقہ جسے اسلام کا شاندار مستقبل اور نشأۃ ثانیہ کا بیڑا اٹھانا چاہیے تھا آج ان کی صلاحیتیں عالم کفر کی مضبوطی اور اس کے غاصبانہ اقتدار کی طوالت کے لیے استعمال ہو رہی ہیں۔

23۔ آہ ___ ایسی قوم اور ملت اسلامیہ کے اس قوم فروش طبقہ پر کہ وہ اسلام سے وابستگی کے دعوے کے باوجود خداشناسی اور آسمانی ہدایت کی قدر و قیمت سے ناآشنا ہے اور اس نے اپنے دل سے ان کی محبت بھی نکال دی ہے۔ ان کی یہ حالت زار ایسی ہے کہ کوئی مرجائے اور اس کو اپنی موت کا احساس بھی نہ ہو۔ ایسا صرف غیر کی غلامی اور محکومی کی زندگی میں ہی ہوسکتا ہے۔ جہاں ملت اسلامیہ صدیوں کی صہیونی غلامی کے بعد آج کھڑی ہے اور ابھی بھی مسلمان زعماء اور آسودہ حال طبقات مغربی غلامی میں ہی ملت اسلامیہ کا روشن مستقبل دیکھتے ہیں۔

اکثریت میں لوگ سمجھتے ہیں کہ نواز شریف کے جانے سے ملک میں بہتری اور خوشحالی آئے گی حالانکہ یہی سراب ہم 70 سال سے ہر حکمران کے حوالے سے دیکھتے آئے ہیں، جبکہ حقیقی تبدیلی، خوشحالی اور ترقی اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک نظام نہیں بدلتا: ایوب بیگ مرزا

جو لوگ یا جو قوتیں اس قوم کی اصلاح چاہتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ کرپشن ختم ہو وہ **تنظیم اسلامی** کی طرح قرآن کے ذریعے افراد کی اصلاح کا آغاز کریں، صرف یہی ایک حل ہے جس سے پائیدار اور حقیقی تبدیلی وجود میں آسکتی ہے: خالد محمود عباسی

حقیقی تبدیلی کا خواب کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: محسوس ہوتا ہے کہ اکثریت اس وقت نواز شریف سے ناراض ہے۔ کیا نواز شریف کے چلے جانے سے مسائل حل ہو جائیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: اگر آپ ملکی تاریخ کا مختصر جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس سے پہلے بھی لوگوں نے ایسے کئی سراب دیکھے ہیں۔ ایوب خان کی حکومت بڑی مستحکم شمار ہوتی تھی۔ جب اس کے خلاف تحریک چلی تو عام تاثر یہی تھا کہ ایوب خان ہی فساد اور برائی کی جڑ ہے، اگر وہ چلا جائے گا تو پاکستان بہت خوشحال ہوگا۔ اس کے بعد ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت آئی تو اس کے خلاف تحریک نظام مصطفیٰ چلی۔ اس وقت بھی خیال یہی تھا کہ اصل فتنے کی جڑ بھٹو ہے، اگر وہ چلا جائے گا تو پاکستان جنت نظیر بن جائے گا۔ حتیٰ کہ ہر حکمران کے آخری دور میں اکثریت کا یہی خیال رہا۔ اس وقت نواز شریف کے حوالے سے بھی یہی تاثر عام ہے کہ اگر نواز شریف چلا جائے گا تو پاکستان کے حالات بہت اچھے ہو جائیں گے، کرپشن اور بے روزگاری ختم ہو جائے گی، وغیرہ وغیرہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی غلط فہمی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

سوال: کیا پتا ہے حالات ٹھیک ہو ہی جائیں؟

خالد محمود عباسی: اصل میں حالات ٹھیک ہونے کی کوئی بنیاد ہوتی ہے۔ معاشرہ افراد سے بنتا ہے۔ افراد کو ٹھیک کیے بغیر معاشرہ کیسے ٹھیک ہو جائے گا۔ جو نئے آئیں گے وہ کسی آسمان سے تو نہیں اُتریں گے، وہ بھی اسی معاشرے سے نکلیں گے۔

سوال: نظام میں جے آئی ٹی کے اضافے کے بعد اب کہا جارہا ہے کہ اب کرپشن کرنا بہت مشکل ہو جائے گا؟

خالد محمود عباسی: ہو سکتا ہے مشکل ہو جائے لیکن اگر ایک نظام ہی کرپٹ ہے تو ظاہر ہے اس میں کرپشن سے ہی ہر چیز کو ہینڈل کیا جائے گا۔

سوال: اگر وزیراعظم عمران خان بن جاتے ہیں تو معاملہ ٹھیک ہو جائے گا؟

خالد محمود عباسی: قطعاً نہیں ٹھیک ہوگا۔ ویسے ان کے وزیراعظم بننے کا کوئی امکان بھی نہیں ہے۔

سوال: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آرمی آجائے تو لوگ

مرتب: محمد رفیق چودھری

کافی سیدھے ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ خیال درست ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جتنے سیدھے ہوتے ہیں، آخر میں اس سے زیادہ ٹیڑھے بھی ہو جاتے ہیں۔ پہلا مارشل لاء جب ایوب خان نے لگایا تو ہم نے دیکھا کہ لوگ کافی خوفزدہ تھے اور خود بخود قانون کی پابندی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ دوکانداروں نے تجاوزات تک ختم کر دیں۔ لیکن ایوب خان کے آخری دور تک پہلے سے زیادہ تجاوزات بن گئی تھیں۔ یعنی معاشرہ بگاڑ سے نہیں سنورتا بلکہ پہلے سے زیادہ بگڑ کر سامنے آتا ہے۔

سوال: کیا ضیاء الحق کے دور میں بھی یہی ہوا؟

خالد محمود عباسی: ضیاء الحق سے بھی بڑھ کر مثال جنرل مشرف کی ہے کہ جو اسی عزم کے ساتھ حکومت میں آئے تھے کہ کرپشن کا خاتمہ کرنا ہے اور قوم کی ڈیپ پولرائزیشن کرنی ہے۔ لیکن ہوا اس کے بالکل برعکس۔ آخر میں نہ صرف N.R.O بنا کر سیاسی لیڈروں کو کرپشن کی کھلی چھوٹ دے دی بلکہ خود اپنے اردگرد بھی کرپٹ لوگوں کو جس طرح جمع کرلیا اور پھر کرپشن کی جو داستانیں رقم ہوئیں ان کا تفصیلی احوال مشرف کے قریبی ساتھی جنرل شاہد عزیز نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ اسی لیے تو جنرل عزیز استعفیٰ دے کر گئے تھے کہ انہیں کام نہیں کرنے دیا جارہا تھا۔

سوال: اگر مولانا فضل الرحمان کی حکومت بن جائے تو کیا نظام ٹھیک ہو جائے گا؟

خالد محمود عباسی: نظام ٹھیک کرنے کا ان کا ایجنڈا ہی نہیں اور نہ کبھی ہم نے ان کی زبانی یہ دعویٰ سنا کہ ہم نظام ٹھیک کرلیں گے۔

سوال: جماعت اسلامی کے امیر کی تعریف ہر کوئی کرتا ہے۔ اگر جماعت اسلامی ہی کی حکومت آجائے تو کیا نظام درست ہو جائے گا؟

ایوب بیگ مرزا: جماعت اسلامی کے اب تک پانچ امراء آئے ہیں۔ مولانا مودودیؒ، میاں طفیل محمد، قاضی حسین احمد، سید منور حسن اور سراج الحق۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ پانچوں آدمی دیانتدار اور اپنی ذات میں اچھے لوگ تھے لیکن جماعت اسلامی جب اسلام ہی کے حوالے سے پسپا ہوگئی تو نظام کیسے درست ہوگا؟

سوال: جماعت اسلامی پسپا کیسے ہوگئی؟

خالد محمود عباسی: یعنی شروع میں انہوں نے جو پیرامیٹرز طے کیے تھے ان سے جماعت اسلامی درجہ بدرجہ پیچھے ہٹتے ہٹتے اب ایک عام سیاسی جماعت کی سطح پر آگئی ہے۔ جب اُصول ہی چھوڑ دیے تو تبدیلی کیا آئے گی؟

سوال: اس کا مطلب ہے کہ بہتری کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی، ایسے میں اگر موجودہ سیاسی جماعتوں میں سے ہی کوئی جماعت برسر اقتدار آگئی تو پھر کیا ہوگا؟

ایوب بیگ مرزا: اگر کوئی شخص اس نظام کا حصہ بن کر اس معاشرے کی برائیوں کو ختم کرکے ایک صالح معاشرہ قائم کرنے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کا یہ دعویٰ سچا نہیں ہو سکتا۔

اگر کوئی ایسا کرلے تو وہ معجزہ ہوگا۔

سوال: کوئی اُمید کی کرن ہے؟

خالد محمود عباسی: صرف ایک ہی اُمید کی کرن ہے اور وہ ہے معجزہ، ورنہ زمینی حقائق کے مطابق اس نظام کے اندر رہتے ہوئے اس طرح کی کوئی تبدیلی نہیں آسکتی جیسی دنیا میں آتی ہے۔

سوال: اس پورے معاملے کا حل کیا ہے؟

خالد محمود عباسی: سمجھنے کی اصل بات یہ ہے کہ یہ ملک ہم نے اللہ سے عہد و پیمان کے نتیجے میں حاصل کیا تھا کہ ہم یہاں اللہ کا دین قائم کریں گے۔لہٰذا جب ہم نے وہ عہد توڑا ہے تو اس کی سزا بھی قرآن میں ڈکلیئرڈ ہے:

﴿فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ﴾ (التوبہ:۷۷)

’’تو اللہ نے اس کا انجام یہ کیا کہ اس روز تک کے لیے جس میں وہ اللہ کے روبرو حاضر ہوں گے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا۔‘‘

آج ہم میں نفاق کی تمام نشانیاں موجود ہیں۔ جب بولیں تو جھوٹ بولیں، وعدہ کریں تو خلاف ورزی کریں، امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کریں، اسی کو کرپشن کہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کو سب سے بڑی اتھارٹی تسلیم کرتا ہے، اس کے باوجود بھی اگر وہ اللہ سے ڈرتا نہ ہو تو پھر کونسا ایسا ڈنڈا ہوگا جو اس کو ڈرائے گا؟ لہٰذا مسلمان کو کرپشن سے پاک کرنے کے لیے اللہ کا خوف، تقویٰ، آخرت میں جواب دہی کا احساس ہی کام آسکتا ہے۔

سوال: باقی ممالک تو ترقی کر رہے ہیں۔کیا ہم نے دین کے نام پر ملک بنا کر غلطی کر لی ہے کہ ہم باقی ممالک کی طرح ترقی نہیں کر سکتے؟

خالد محمود عباسی: اگر آپ اس کو غلطی مان رہے ہیں تو پھر ترقی کرنے کے لیے آپ کو اس غلطی کی اصلاح کرنی پڑے گی۔یعنی باقی ممالک سیکولر ہیں تو آپ بھی سیکولر بنیں۔ دین اور مذہب کو لوگوں کے ذہن سے کھرچ کے پھینک دیجیے اور انہیں دنیا کی ایک مشین بنا دیجیے۔لیکن اس کے لیے آپ کو کافی جاں گسل محنت کرنی پڑے گی۔کیونکہ یہاں کا ایک بداعمال شخص بھی عشق رسول سے سرشار نظر آتا ہے۔ جو سنت پہ عمل نہیں کرتا لیکن توہین رسالت پر مرنے مارنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔لہٰذا یہاں دین کو کھرچ کر ذہنوں سے بالکل نکال دینا اس سے کہیں زیادہ مشکل کام ہے جتنا اپنی اصل غلطی کی اصلاح کرنا ہے اور اصل غلطی یہ ہے کہ ہم نے دین کے نام پر ملک تو بنا لیا مگر دین کو یہاں قائم نہیں کیا۔لہٰذا جب تک رسول ﷺ سے ہمارا عملی تعلق قائم نہیں ہوتا ہمارے اندر سے کرپشن ختم نہیں ہو سکتی اور نہ ہم ترقی کر سکتے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: آپ کوئی بھی نظریہ لے کر آتے ہیں چاہے وہ اسلامی ہو یا غیر اسلامی، اگر آپ اس کی مخالفت میں چلتے ہیں تو اس کا انجام وہی ہوتا ہے جو سوویت یونین کا ہوا۔سوویت یونین کمیونزم کے نظریے کی بنیاد پر 1917ء میں وجود میں آیا تھا اور 1980ء کی دہائی میں صرف 70 سال میں پاش پاش ہو گیا۔اس لیے کہ انہوں نے ایک نصب العین طے کیا مگر عملی طور پر اس کے خلاف چلے۔لہٰذا نتیجہ یہ نکلا۔

سوال: مغرب تو ترقی کر رہا ہے۔اس کا کیا نصب العین ہے؟

ایوب بیگ مرزا: مغرب سرمایہ دارانہ نظام پر یقین رکھتا ہے، چاہے یہ صحیح ہے یا غلط لیکن وہ اس پر مکمل طور پر عمل پیرا ہیں اور اُس کو اُس کی تمام برائیوں کے ساتھ انہوں نے سب پر مسلط کیا ہے۔اسی لیے وہ کامیاب ہیں۔

> کوئی بھی شخص جو اسلام، اس ملک اور قوم کے ساتھ مخلص ہو اور چاہتا ہو کہ ہمارے حالات بدلیں اس کے پاس کوئی حکمت عملی نہیں ہو سکتی سوائے اس کے جو تنظیم اسلامی تجویز کرتی ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے افراد کی اصلاح کی جائے کیونکہ فرد ہی معاشرہ کی بنیادی اکائی ہے۔

سوال: کبھی پاکستان کو مخلص قیادت نصیب ہوئی؟

خالد محمود عباسی: شروع میں شاید ہوئی ہو، وہ ہم نے دیکھی نہیں۔ دیکھیے! خلوص اور اخلاص اپنی جگہ پر لیکن اہلیت یعنی ایک ویژن یا اپنے نظریے کو نافذ کرنے کے لیے حکمت عملی کا ہونا، یہ دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔میرا خیال ہے کہ اگر کسی کے دل میں پاکستان کو اچھائی کی طرف لے کر جانے کا خیال تھا بھی لیکن اس کے پاس حکمت عملی نہیں تھی۔ جیسے پرویز مشرف نے اپنے لوگوں سے کہا کہ ہم اصلاح کریں گے۔ اگر اس کے دل میں اصلاح کا مخلصانہ جذبہ تھا بھی تو اس کو یہ نہیں پتا تھا کہ اصلاح ہوتی کیسے ہے؟ چنانچہ آگے بڑھتے ہی اس نے خود کو گرداب میں پھنسا ہوا پایا اور ناقص حکمت عملی کے باعث وہ کرپشن کی طرف چلتا چلا گیا۔لہٰذا بجائے اس کے کہ ہم کسی کی نیت پر شک کریں، بہتر ہے کہ ہم دیکھیں کہ حالات کا جبر کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان کے آج تک جتنے بھی سربراہان حکومت گزرے ہیں۔ ان میں سے ایک بھی عزت سے نہیں گیا۔قائداعظم اور لیاقت علی خان مخلص تھے یہ ہمارے اولین قائد تھے۔لیکن ہم نے اُن سے بھی اچھا سلوک نہ کیا۔جب قائداعظم کو بیماری کی حالت میں زیارت سے کراچی لایا گیا تو جو ایمبولینس ایئرپورٹ سے اُنہیں لینے گئی۔وہ شاید دنیا کی سب سے پرانی ایمبولینس تھی، وہ راستے میں خراب ہو گئی تو مکینک سڑک پر کھڑے ٹھیک کرتے رہے اور قائداعظم جاں سے گزر گئے۔لیاقت علی خان لیاقت باغ میں گولی مار کر شہید کر دیے گئے اور ان کے ساتھ قاتل کو بھی ہلاک کر کے سارا مدعا ہی دفن کر دیا گیا۔اس کے بعد خواجہ ناظم الدین سے لے کر فیروز خان نون تک اور ایوب خان سے لے کر آج تک آپ کے سامنے ہے جو بھی ان کا انجام ہوا۔ایوب خان کے گھر میں آواز آئی: ’’ایوب خان کتا ہائے ہائے‘‘۔ بھٹو کو پھانسی دے دی گئی۔ضیاء الحق ہوا میں اُڑا دیے گئے۔اس کے بعد نواز شریف اور بے نظیر ہمیشہ برطرف کیے گئے۔گیلانی صاحب عدالت کے ذریعے گئے۔یعنی پاکستان کا کوئی بھی سربراہ حکومت ایسا نہیں گزرا جو اپنا tenure پورا کر کے ایوانِ اقتدار سے باعزت نکلا ہو۔لہٰذا کون مخلص تھا، یہ فیصلہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں۔

سوال: ہم کیسے وہاں تک پہنچ سکتے ہیں کہ ہم کہیں کہ اب نظام ٹھیک ہو چکا ہے؟

خالد محمود عباسی: دیکھیے! شارٹ کٹ تلاش کرنا، جلدی کرنا، یہ انسانی کمزوری ہے کیونکہ انسان جلد باز ہے۔لیکن کوئی بھی شخص جو اسلام کے ساتھ، ملک کے ساتھ، اس قوم کے ساتھ مخلص ہو، جو چاہتا ہو کہ ہمارے حالات بدلیں، اس کے پاس اور کوئی حکمت عملی نہیں ہو سکتی سوائے اس کے کہ جو تنظیم اسلامی تجویز کرتی ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے افراد کو تیار کیا جائے۔معاشرہ فرد کی بنیاد پر بنتا ہے۔ افراد کا صرف سیرت و کردار ہی نہیں بدلنا بلکہ ان کے ویژن میں بھی تبدیلی لانی ہے تاکہ انہیں سیاسی حرکیات کا علم ہو سکے۔جب معاشرے کی معتد بہ تعداد دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں بدلے گی تو تب جا کے وہ تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے، اس میں بڑی محنت کر کے ایک ایک فرد کو بدلنا ہوتا ہے۔جبکہ اس کے مقابلے میں انتخابات ہیں جہاں آپ کو صرف دو ہی کام کرنے ہوتے ہیں۔ایک الیکشن میں کوئی نعرہ دینا ہوتا ہے اور دوسرا اپنے لیڈر کی امیج بلڈنگ کرنی ہوتی ہے۔یہ دو کام آپ کریں گے تو ایک عوامی لہر اُٹھے

گی جو آپ کو اُٹھا کر ایوان میں پہنچا دے گی۔ مگر اس طرح وہ تبدیلی تا قیامت نہیں آسکتی۔

ایوب بیگ مرزا: دنیا کا کوئی مسلمان ملک (اسلامی ریاست نہیں) سیکولر نظام اپنا کر دنیوی لحاظ سے ترقی کر سکتا ہے، خوشحال ہوسکتا ہے، جیسا کہ ملائشیا ہے لیکن پاکستان کبھی نہیں کرسکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان نے اپنے وجود کی بنیاد ہی اینٹی سیکولرازم پر رکھی تھی۔ لہٰذا سیکولرازم سے اس کے وجود کا جواز ختم ہوجاتا ہے۔ یعنی ہم نے بنیاد کہیں اور تیار کی اور بلڈنگ کہیں دوسری جگہ تعمیر کر رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کو سزا ضرور دیتا ہے جو اللہ سے وعدہ کچھ کرتے ہیں اور کرتے کچھ ہیں اور وہ سزا یہی ہے جو آج ہمارے اندر منافقت کی صورت میں نظر آ رہی ہے۔

خالد محمود عباسی: اگر آپ انقلاب فرانس اور انقلاب روس کو سامنے رکھیں تو وہاں بھی آپ کو ایک تو ان کی آئیڈیالوجی میں خامیاں نظر آئیں گی اور دوسرا نظریہ کی تنفیذ میں بھی اس طرح کا جذبہ آپ کو نظر نہیں آئے گا بلکہ کرپشن وہاں یہ بھی آپ کو نظر آئے گی۔ اس سے ثابت یہ ہوا کہ جب تک افراد میں خدا خوفی پیدا نہ ہو، آخرت میں جواب دہی کا احساس اُجاگر نہ ہو تو کسی بھی نظام میں حقیقی تبدیلی نہیں آسکتی۔ نبی اکرم ﷺ نے جو ٹیم تیار کی تھی اس کا طرۂ امتیاز یہ تھا کہ وہ ایک آدمی کو یہ کہہ سکتے تھے کہ مجھے تم سے اتنی نفرت ہے جتنی خنزیر سے ہے، یا اتنی محبت ہے جتنی اللہ اور رسول ﷺ سے ہے تو پھر بھی میں تمہارے بارے میں عدل سے بات کروں گا۔

سوال: یہ utopia نہیں ہے کہ آج کل کے حالات میں ہمیں ایسے لوگ میسر آجائیں؟

خالد محمود عباسی: یوٹوپیا تو اسے کہا جاتا ہے کہ جو کبھی بھی قابل عمل نہ رہا ہو اور آئندہ بھی اس کے ہونے کا کوئی امکان نظر نہ آتا ہو۔ ماضی میں ایک پریکٹس ہوچکی تو اسے ہم کیسے یوٹوپیا کہہ سکتے ہیں۔ بے شک اس معیار کا اعلیٰ نظام آج کے حالات میں قائم نہیں ہوسکتا لیکن اس کو آئیڈیل مان کر اس کا دس فیصد تو قائم کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں دوسرا کوئی بھی نظام انسان بنائے گا تو وہ اس کے تولہ وماشہ کے برابر بھی نہیں ہوگا۔

سوال: اس وقت پورا گلوبل نظام ہی ناانصافی پر مبنی ہے کیونکہ یہ شیطانی نظام ہے۔ ایسے نظام میں کسی دیندار شخص کو کون برداشت کرے گا۔ اگر پاکستان میں صحیح خیرخواہ کوئی پیدا ہوجائے تو وہ اس کو اڑا دیں گے؟

خالد محمود عباسی: اسلام کو بھی چھوڑیں، عیسائیت کو بھی چھوڑیں جو آؤٹ آف باکس جاکے عدل کی بات کرے گا اس کو بھی وہ اڑا دیں گے کیوں کہ اوپر کرپٹ لوگ بیٹھے ہیں، یہ صرف پاکستان کا معاملہ نہیں ہے، ہر جگہ یہی ہو رہا ہے۔ پردہ صرف اسی کا رکھا جاتا ہے جو ان کی لائن پر چل رہا ہوتا ہے۔ جونہی کوئی لائن سے ہٹے گا اس کے اوپر سے پردہ ہٹنا شروع ہوجائے گا۔ جیسے کلنٹن ذرا سا ہٹا تو مونیکا لیونسکی سامنے آگئی۔ لہٰذا لائن پر لانے کے لیے یہاں ہینڈل ہیں اور ہمارے جیسے ممالک میں ہینڈل کے طور پر کرپشن استعمال ہوتی ہے۔ وہ پاناما سے آگئی۔

ایوب بیگ مرزا: میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ساری دنیا میں ناانصافی کا ہی راج ہے۔ دنیا کے بہت سے ممالک میں اپنی قوم کے لیے یعنی اندرونی سطح پر ابھی

> **اس وقت جو سوچا جا رہا ہے کہ کرپشن ختم کرنی ہے تو تین چار سو بندوں کو کنارے کرنا پڑے گا۔ جس کا مطلب ہے کہ اگلے سال الیکشن ہوتے نظر نہیں آتے۔**

تک انصاف ہے۔ ہر آدمی یا قوم کا ایک نظریہ ہوتا ہے۔ اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ انصاف کرو، چاہے وہ تمہارا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن امریکہ و مغرب کا نظریہ یہ ہے کہ غیر قوموں سے جتنی بھی بے انصافی کی جائے وہ اپنی قوم کے لیے انصاف ہے۔

سوال: پاکستان میں کیوں ایسے لوگ نہیں آسکے جو کم سے کم پاکستان کے لیے مخلص ہوتے؟

ایوب بیگ مرزا: انسان کی جدوجہد کی تین سمتیں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ انسان ساری جدوجہد صرف اپنی ذات کے لیے کرے۔ یعنی میں ترقی کرجاؤں، اقتدار حاصل کرلوں۔ بدقسمتی سے اس جہت نے پاکستان میں جڑیں پکڑلی ہیں۔ دوسری جہت یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے لیے کوشش کرے لیکن اپنی قوم کو وہ اپنی ذات پر ترجیح دے۔ اس سے فرد اور قوم دونوں مضبوط ہوتے ہیں۔ تیسری جہت یہ ہے کہ دین کے لیے کام کرنا، دین کو ترجیح اول بنانا جو آج ہمیں کہیں نظر نہیں آتا۔ پاکستان میں پہلی جہت پر پورے زور وشور سے عمل ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ آپ جس طرف کوشش کریں گے اسی سمت اللہ آپ کے لیے راستہ کھول دے گا۔ آپ نے اپنی ذات کے لیے کوشش کی تو اللہ نے آپ کو سائیکل سے پراڈو دے دی۔ مغرب نے اپنی قوم کے لیے کوشش کی تو ان کی تہذیب دنیا پر غالب آگئی۔ دین کے لیے کہیں کام نہیں ہو رہا، اس لیے کفر مسلط ہو رہا ہے۔ بلکہ ظلم مسلط ہو رہا ہے۔ اسی لیے پاکستان میں لوگ امیر ہیں اور حکومت غریب اور مقروض ہے۔

سوال: کیا دین کسی بھی ملک کے قائدین یا عوام کی پرائرٹی میں ہے؟

خالد محمود عباسی: قائدین میں تو نظر نہیں آتی ہے۔ البتہ عوام میں جذباتی حد تک ہے۔ عملی تو کسی کی بھی پرائرٹی نہیں لگتی۔

ایوب بیگ مرزا: عوام کا مذہب کے ساتھ بہت جذباتی تعلق ہے خاص طور پر مسلمانوں کا۔ برصغیر کے مسلمانوں کا تو بہت زیادہ ہے۔ ایک طرف میں نے یہ کہا ہے کہ پاکستان میں دین کے حوالے سے کوئی جدوجہد نہیں ہوئی۔ ہم نے پچاس سال پہلے رمضان میں لوگوں کو روزے میں سرِعام کھاتے دیکھا ہے، رمضان میں مساجد خالی دیکھی ہیں۔ یعنی لوگوں کی مذہب کے ساتھ کوئی جذباتی وابستگی نظر نہیں آتی تھی۔ جتنا پردہ اس وقت ہے پچاس سال پہلے نہیں تھا، لیکن جتنی بے حیائی اس وقت ہے پچاس سال پہلے نہیں تھی۔ اب آپ کو جینز پہنے نوجوان داڑھی والے لڑکے مساجد میں نظر آئیں گے۔ میرے زمانے میں تو گورنمنٹ کالج میں بھی داڑھی والا لڑکا نظر نہیں آتا تھا۔ آج دین سے جذباتی وابستگی تو ہے اور اگر تھوڑی سی ترقی ہوئی ہے تو مذہبی حوالے سے یہ ترقی ہوئی ہے۔ پہلے یہ تصور تھا کہ روزہ رکھنا یا مسجد میں جانا غریب آدمی یا بزرگوں کا کام ہے اب آپ دیکھئے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ گاڑیاں مساجد کے باہر کھڑی ہوں گی۔ اب امیر لوگ روزہ رکھتے ہیں اور غریب لوگ مذہب سے تھوڑے دور ہوئے ہیں۔

خالد محمود عباسی: مسلمان معاشرے میں ایک تقسیم اس اعتبار سے بھی پیدا ہوئی ہے۔ مسلمانوں میں مسٹر اور ملا کی ایک تقسیم تھی۔ جس نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے رکھا ہوا تھا۔ تحریک پاکستان میں بھی ہم متحدہ کوشش نہیں کرسکے۔ پاکستان بننے کے بعد بھی ہمارے معاشرے کا ایک طبقہ، خاص طور پر بعض علماء جو مسلم لیگ سے زیادہ سیاست کی سوجھ بوجھ رکھتے تھے اور ایک طویل سیاسی تاریخ رکھتے تھے وہ لاتعلق ہو کر اسی وجہ سے بیٹھے رہے۔ گویا ہم بحیثیت قوم ایک پیج پر نہیں تھے جو ایک بڑا اجتماعی نقصان تھا۔ اب جب مذہب کے اعتبار اس طرح ترقی ہوئی جیسے بیگ صاحب نے کہا اور دوسری

طرف بے حیائی میں بھی ترقی ہوئی۔ تو حقیقت میں پولرائزیشن بڑھی ہے۔ یعنی ہماری قوت منقسم ہوئی ہے۔ تحریک پاکستان میں وہ تقسیم بہت کم تھی لیکن آج بہت زیادہ ہوگئی ہے اور اس وقت سب سے بڑا تفرقہ یہ وجود میں آ گیا ہے یعنی سیکولر، لبرل ایک طرف اور روایت پسند اور بنیاد پرست دوسری طرف، اور یہ وہ تقسیم ہے جس نے ایک طرف شمال میں پاکستان کو مشکل میں ڈالا اور دوسری طرف جنوب میں۔ یعنی کراچی اور سوات میں۔

سوال: نواز شریف کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اور ہو رہا ہے، کیا یہ کوئی مکافاتِ عمل تو نہیں ہے؟

خالد محمود عباسی: ان کا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے ہے جو نماز، روزہ کا پابند اور مذہبی اور مشرقی روایت کا امین سمجھا جاتا ہے۔ ان کی طرف سے سود کی حمایت کرنا، دیوالی اور ہولی منانا، ہندو اور مسلمان اور اللہ اور بھگوان کو ایک کہنا، یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے کا موجب ہے۔ ان پر جس طرح پانامہ کیس چلا ہے اور جس طرح انہوں نے blunder کیے ہیں، ان کے وکلاء نے جو ان کے ساتھ کیا ہے۔ مجھے تو ایسا لگا جیسے بھٹو صاحب کے ساتھ ان کے وکلاء نے کیا تھا۔ یہ بہت واضح اشارے ہیں کہ ان کے لیے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکڑ آئی ہے۔ بہرحال اگر دنیا میں اس طرح کی ہلکی پھلکی سزا مل گئی تو یہ چھوٹی مصیبت ہے اور اللہ کی طرف سے رحمت ہی ہے کہ اس میں آپ کو اپنی اصلاح کا موقع مل جائے۔ بڑی مصیبت وہ ہوتی ہے کہ جس کے بعد آپ کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملے۔

﴿اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ (٤٤)﴾ (الانعام)

''تو اچانک ہم نے انہیں پکڑ لیا، پھر وہ بالکل مایوس ہو کر رہ گئے۔''

اگر اقتدار چھنتا ہے یا اڈیالہ جیل جاتے ہیں تو یہ کوئی بڑی مصیبت نہیں ہے۔ یعنی دنیا کی چھوٹی ناکامی کی صورت میں آخرت کی بڑی ناکامی سے بچنے کا امکان ہے۔ آدمی نے مار کھائی، پھر اس کی اصلاح ہوگئی، وہ بچ گیا۔ میرے سامنے بھٹو صاحب کا واقعہ ہوا۔ اس وقت بھٹو صاحب کی شخصیت بڑی قابل نفرت تھی جس سے آدھا پاکستان نفرت کرتا تھا۔ لیکن آج میں دیکھتا ہوں کہ بھٹو ہیرو بن گئے، کوئی نفرت کرنے والا نہیں رہا۔ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ نواز شریف اس قابل نہیں ہیں کہ دس سال کے بعد یہ ہیرو ہوں گے۔ لیکن جو کچھ ہو رہا ہے یہ اس کو ہیرو بنانے کے مترادف ہے۔ ابھی تو وہ نفرت کا نشان ہیں لیکن دس سال بعد بھی عدالتیں بیٹھ کر کہیں گی کہ پانامہ بڑی سازش تھی، یہ تھا وہ تھا۔ لہٰذا جیسے ہم کہتے ہیں کہ اپنے ایجنڈے کے لیے اسلام کو استعمال نہیں کرنا چاہیے، ایسے ہی اپنے ایجنڈے کے لیے اس طرح کے جھوٹے بہانے نہیں بنانے چاہییں۔

ایوب بیگ مرزا: یہاں مجھے ایک کڑوی حقیقت بیان کرنا پڑ رہی ہے۔ جہاں تک بھٹو کا معاملہ تھا تو ہوسکتا ہے کہ انہیں انصاف مہیا کرنے کے لیے تمام قانونی تقاضے پورے نہ کیے گئے ہوں۔ یعنی ایسا ہوسکتا ہے کہ پاکستانی قانون کے مطابق انہیں سزائے موت نہیں ہونی چاہیے تھی جو کہ دے دی گئی۔ لیکن میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ بھٹو صاحب نے وہ قتل تو کرایا تھا، یہ الگ بات ہے کہ قانون ثابت نہیں کر سکا۔ پھر بھٹو نے فائل پر لکھا ہوا تھا fix him جس کا مطلب ہوتا تھا کہ اڑا دو گردن۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ بھٹو کے معاملے میں قانون کے تقاضے پورے نہیں کیے گئے۔ لیکن نواز شریف کے بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ قانون کے تقاضے پورے کیے گئے بلکہ بہت زیادہ ٹائم دیا گیا ہے۔ بھٹو پر کرپشن کے الزامات نہیں تھے، لیکن نواز شریف پر ابھی جو کرپشن کے الزامات آنے ہیں ان کے سامنے پانامہ کیس بھی ماند پڑ جائے گا۔ ابھی بہت سے دوسرے ممالک سے بھی ان کی پراپرٹیز برآمد ہو رہی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ثبوت کوئی نہیں ملا۔ کیا کوئی لکھ کر دے گا کہ میں نے کرپشن کی ہے؟ کرپشن تو ثابت ہوتی ہے کہ ایک آدمی کی تنخواہ صرف دس ہزار ہے اور چار بنگلے ہیں اور ملیں ہیں۔ وہ کہاں سے آئیں؟

سوال: نظام کو ٹھیک کرنے کے لیے آپ کیا تجاویز دیتے ہیں؟

خالد محمود عباسی: ایک جو اس وقت سوچا جا رہا ہے کہ کرپشن ختم کرنی ہے تو تین چار سو بندوں کو کنارے کرنا پڑے گا اور اس کے لیے ایک پراسس شروع کرنا پڑے گا۔ جس کا مطلب ہے کہ اگلے سال الیکشن ہوتے نظر نہیں آتے۔ کوئی عبوری گورنمنٹ بنے جو صاف ستھرے لوگ ہوں، ادارے ان کے ساتھ تعاون کریں۔ یہ منصوبہ اصل میں 88ء سے سوچا جا رہا ہے کہ تین سال کے لیے گلدستہ قیادت آ جائے صفائی کرے۔ یعنی پارٹی لیڈرشپ تک کے بڑے دس پندرہ آدمی جو ہوتے ہیں وہاں تک صاف کرے۔ تین چار سو بندوں کی لسٹیں بنی ہوئی ہیں۔ سارا کام ہوا ہے۔ لیکن اس وقت دنیا کے حالات کو دیکھیں جب کہ آپ کے اوپر کئی طرح کے پریشرز ہیں۔ انڈیا اور ایران کی طرف سے پریشر ہے۔ اسی طرح مشرقِ وسطیٰ میں حالات جس تیزی کے ساتھ تبدیل ہو رہے ہیں۔ اس وقت ایسا پروگرام کسی اور اسٹریٹجی کا حصہ بنتا ہے۔ یعنی آپ نادانی میں کچھ غلط کرنے جا رہے ہیں۔ اس سے انارکی پھیلے گی کیونکہ بہرحال یہ سارے چور ہیں اور اس بات پر یہ سارے اکٹھے ہو جائیں گے۔ میثاق جمہوریت پہلے سے موجود ہے اور فوج سے حالات نہیں سنبھالے جائیں گے اور یہ وہ شے ہے جو امریکہ چاہتا ہے۔

سوال: اس کا مطلب ہے ہم نظام بدلنے کا خواب چھوڑ دیں؟

ایوب بیگ مرزا: نہیں! خواب تو نہیں چھوڑنا چاہیے البتہ ایک صحیح کام کو طریقے سے کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ چاہے اس کے کرنے کے امکانات ظاہر میں کتنے ہی کم نظر آتے ہوں۔ آپ کو صحیح راستے پر، صحیح انداز میں صحیح وقت پر صحیح کام ہی کرنا چاہیے اور دعا بھی کرنی چاہیے۔

خالد محمود عباسی: ہم جو کوشش کر رہے ہیں، ہم بھی اس ملک کا حصہ ہیں۔ ہم کوئی بیرونی ایجنڈہ لے کر تو نہیں چل رہے۔ جو لوگ اس قوم کی اصلاح چاہتے ہیں وہ یہ کام (تنظیم اسلامی والا) شروع کریں۔ ان کے پاس ہم سے بہت بڑھ کے وسائل ہیں۔ وہ قرآن مجید کو لے کر آئیں، لوگوں کو اس کے ذریعے سے تبدیل کریں۔ یہ معاشرہ تبدیل کریں۔ وہ ہم سے بہتر کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہاں بہت بڑی بڑی جماعتیں اور بہت بڑے ادارے موجود ہیں۔ یہ اگر کرنا چاہیں تو بہت اعلیٰ طریقے سے کر سکتے ہیں۔ لیکن پالیسی بنانے والے ادارے یہ سوچ رہے ہیں کہ مذہب کے بغیر گزارہ نہیں لیکن وہ مذہب ہو جو میٹھا ہو، اقبال والا نہ ہو، کیونکہ اقبال تو بنیاد پرست تھے۔ آپ مجھے بتائیں کہ اس معاشرے میں جو مذہب یہ پروموٹ کرنا چاہ رہے ہیں اس کی جگہ بنتی ہے؟

سوال: کیا تنظیم اسلامی ان لوگوں (لیڈرز) تک اپنا منہج پہنچا رہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: تنظیم اسلامی صرف خواص تک ہی نہیں بلکہ عوام تک بھی پہنچا رہی ہے۔ اصل میں ہماری جماعت چھوٹی ہے، اور ہم بندے بھی اتنے چھوٹے ہیں کہ خواص ہمیں گھاس نہیں ڈالتے۔ جس شخص یا ادارے تک ہماری رسائی ہوتی ہے اس تک ہم یہ پیغام پہنچا دیتے ہیں۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

یہ تیرے پراسرار بندے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ٹرمپ کی آمد کے بعد مسلم دنیا کو اجاڑنے کی رفتار کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ مشرق وسطیٰ کی تمام تر افراتفری، انتشار باہمی اظہر من الشمس ہے۔ مسلم ممالک کی کانفرنس کی ٹرمپ کی سربراہی کا عجوبہ کامیاب ہوا۔ اسلحہ فروخت کرنے کے معاہدات میں ڈوبتی امریکی معیشت کو نئی زندگی ملی۔ ٹرمپ کے پسند فرمودہ شہزادے کے نام ولی عہدی ہوئی۔ قطر کو گھن چکر دینے کی تمنا بر آئی۔ تاہم افغانستان اب بھی امریکہ کے جگر کا پھوڑا ہے۔ امریکی تاریخ کی طویل ترین جنگ نے جس طرح ان کی معیشت کو کھوکھلا کیا، سپر پاوری کو بٹہ لگایا، اس پر جنگ بدر کی شکست کے بعد کا کفار مکہ کا غم کا سا منظر دکھائی دیتا ہے۔ ابوجہل سمیت 70 سرداروں کی موت، 70 قیدی اور تکبر کی سونڈ پر داغ نے قریش کو ادھ مؤا کر دیا تھا۔ افغانستان کا بھی کوئی حل انہیں نظر نہیں آتا۔

ایسے میں ایرک پرنس، بدنام زمانہ بلیک واٹر متنازع کرائے کے قاتلوں کی پیشہ ور سکیورٹی ایجنسی کا بانی، سامنے آیا ہے۔ اس نے وال سٹریٹ جرنل (31 مئی) میں میک آرتھر ماڈل برائے افغانستان کے عنوان سے ایک حل تجویز کیا۔ جس پر امریکہ میں طویل پالیسی بحث جاری ہے۔ یہ حل ٹرمپ انتظامیہ کے زیر غور ہے۔ ایرک پرنس کے مطابق: امریکہ اس جنگ میں 828 بلین ڈالر جھونک چکا ہے۔ کھربوں ڈالر مزید آئندہ دہائیوں میں سابق فوجیوں کی دیکھ بھال پر اٹھیں گے۔ دو ہزار سے زائد امریکن مر چکے ہیں۔ بیس ہزار سے زائد زخمی ہوئے ہیں۔ تاہم سب کچھ ناکامی کے بھینٹ چڑھ رہا ہے۔ دہشت گرد زیادہ سے زیادہ علاقوں پر قابض ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ کئی اہم ترین معاشی شہ رگوں پر کنٹرول حاصل کر رہے ہیں۔

اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے اس نے میک آرتھر ماڈل کا حوالہ دیا ہے۔ جنرل میک آرتھر جاپان پر ایٹم بم برسانے اور اس کی شکست کے بعد امریکی کمانڈر تھا جو عملاً وائسرائے بنا۔ محکوم تباہ و برباد جاپان کو مکمل غلامی کی حالت میں کنٹرول کرنے کے کلی اختیار کا حامل تھا۔ ایرک پرنس نے امریکی حکومت کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ افغانستان میں اسی طرز پر ایک وائسرائے کا تقرر کرے۔ نوآبادیاتی نظام میں مکمل قبضے کی علامت۔ افغانستان کو طالبان حکومت سے آزادی دلوا کر باضابطہ امریکی کالونی بنا دینے کا بلیک واٹری میک آرتھر پلان؟ 15 سال میں 17 امریکی کمانڈر کچھ حاصل نہ کر سکے۔ ٹرمپ یوں بھی مروت، تردد، تکلف، حیا، پاسداری، وضع داری کا قائل نہیں۔ قبل ازیں ایک آزاد ملک پر حملہ کر کے اقوام متحدہ کی قرارداد کے تحت کچھ نہ کچھ عالمی رائے عامہ کا لحاظ کرنا ہی پڑ رہا تھا۔ اب دنیا ٹرمپ، مودی، پیوٹن کے دور میں ہے جہاں رہی سہی مروت کی بھی تدفین ہو چکی ہے۔ سو ایرک فارمولا ایک وائسرائے کا مشورہ دے رہا ہے جو کلی اختیارات کا مالک (بلیک واٹر نفسیات کارفرما) ہوگا۔ نیز امریکی فوج مروانے، داؤ پر لگانے کی بجائے (جنہیں سانس بحال کرنے کو ہر 6 ماہ بعد واپس بھیجنا پڑتا تھا!) کنٹریکٹ پیشہ ور یورپی فوج (یعنی کرائے کے بے رحم فوجی۔ Mercenaries) تعینات کرنے کی تجویز دے رہا ہے۔ یہ برطانوی، سپینی، فرانسیسی فوجی مقامی افغان فوجیوں کو کمانڈ کریں گے۔ یعنی امریکہ یہ جنگ ٹھیکے پر دے کر صرف اپنا ایک جابر و قاہر ٹھیکے دار مقرر کر دے۔ یہ کرائے کے فوجی دیکھنے کیلیے بغداد کا وہ منظر دیکھا جا سکتا ہے جس میں بلیک واٹر نے (جسے پرنس نے بیچ دیا تھا بعد ازاں) چوک میں گولیاں برسا کر بے دریغ 17 شہری مار ڈالے اور 20 سے زائد زخمی کر دیئے تھے۔

یوں بھی افغان میڈیا کی رپورٹ کے مطابق ٹرمپ کی آمد کے بعد سے بلا امتیاز وحشیانہ بمباری امریکہ نے یوں شروع کر دی ہے کہ اوباما کی جانب سے جو جنگ میں یکدم تیزی لائی گئی تھی (Surge)...... اسے بھی مات کر دیا ہے۔ ایرک پرنس فارمولا، بوسنیا پر ٹوٹ پڑنے والے یورپی بدمعاش غنڈوں کی تاریخ دہرانے کا سامان ہے۔ اس پر واشنگٹن پوسٹ (17 جولائی) میں چوٹی کے کالم نگار رچرڈ کوہن نے تبصرہ کیا ہے۔ ان کے مطابق جس ملک کو برطانوی، روسی کنٹرول نہ کر سکے۔ کیا ایسا ممکن ہو گا؟ کنٹریکٹ یورپیوں کے حوالے سے وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کا حوالہ دیتا ہے کہ انہیں برصغیر میں 100 برس استعمال کیا گیا تھا انہی مقاصد کے لیے۔ تاہم افغانستان ایک ملک نہیں (امریکہ کے جانی مالی نقصانات کے تناظر میں) ایک لاعلاج مہلک بیماری کا نام ہے!

اگرچہ جہاد کے یہ مناظر نئے تو نہیں۔ سپین میں صرف 12 ہزار پردیسی مجاہدین طارق بن زیاد کی کمان میں اترے تھے۔ کمتر اسلحہ اور مادی طور پر کمزور فوج بمقابلہ مضبوط مسلح سپاہیوں کے! جس پر مقامی گورنر نے شکست کھا کر کہا: ہماری زمین پر ایک بلا نازل ہوئی ہے۔ ہم نہیں جانتے آسمان سے نازل ہوئی ہے یا زمین سے نکلی ہے! امریکہ نے سارے جتن کر دیکھے۔ پوری دنیا میں جہاد اور مجاہدین کے لیے دہشت گردی کی اصطلاح متعارف کروائی۔ میڈیا نے ڈھول پیٹے۔ تاآنکہ تمام مسلمان (بھیڑ چال لیے) بھی چیونگم کی مانند اسی اصطلاح کی جگالی کرنے لگے۔ امریکہ نے قرآن کو دہشت گردی کا مینوئل قرار دیا۔ توہین قرآن پر کمربستگی رہی۔ توہین رسالت ﷺ کر کر کے دنیا میں نفرت کے طوفان اٹھائے۔ مسلم حکمرانوں کو دھمکا دھمکا کر (جو پہلے ہی نوآبادیاتی دور کے چنیدہ مہرے اور مغرب کے فدوی، غلام تھے) روشن خیالی اور سافٹ امیج کے نام پر اسلام کو زندگی کے ہر دائرے سے نکال باہر کرنے کا انتظام کیا۔ نصاب بدلے۔ عورت کو بے حجابانہ گھروں سے نکالا، نام نہاد برابری، آزادیٔ نسواں کے نام پر۔ فیشن اور فحاشی کی ترویج، دل دماغ پر یلغار کے لیے ڈالر برسائے۔ میڈیا نے ہراول دستے کا کام کیا۔

16 برس کی اس تپسیا اور ریاضت کے بعد بھی نتیجہ ایرک پرنس اور رچرڈ کوہن کے کالموں میں بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔ ہم سے انہوں نے یہ چاہا تھا کہ جنگ جیت کر ان کی جھولی میں ڈال دیتے۔ اب برملا ان کی طرف سے اس جھنجلاہٹ کا اظہار ہے کہ امریکہ نے اپنے مفادات کا چوکیدار پاکستان کو بنایا تھا۔ اس کی قیمت بھی ادا کی تھی (جسے کولیشن سپورٹ فنڈ کا مہذب نام دیا تھا) لیکن ہم یہ فرض ادا کرنے میں ناکام رہے۔ سو اب امریکی ایوان نمائندگان کا فرمانا ہے: بھارت سے دفاعی تعاون بڑھایا جائے گا۔ پاکستان پر کڑی شرائط عائد کی جائیں۔ اسے انسداد دہشت گردی آپریشنز کے لیے واضح اقدامات کرنے ہوں گے۔ وزیرستان کا موصل (عراق) بنا دینے کے باوجود ہم پر حقانی گروپ کا طعنہ مسلط ہے کہ ہم نے اسے ختم نہیں کیا! امریکہ پاکستان میں دمشق، حلب کے مناظر جا بجا دیکھنے کا متمنی ہے۔ ہم بھی امداد کی مجبوری میں آپریشن در آپریشن کرتے قبائلی علاقہ جات کا حلیہ بگاڑنے کی مستعدی میں خونچکاں ہو چکے۔ ہاتھیوں کی لڑائی میں

آبادیوں کا سرمہ ٹرمپ کی نازنینوں کی آنکھوں کا حسن اور طراوت بن کر جلوہ گر ہو رہا ہے۔ امریکیوں کے چہرے کی سرخی مسلمانوں کے بہتے خون کی مرہونِ منت ہے۔ مسلمان ممالک پیشہ ور خون بیچنے والے (بلڈ ڈونر) ہو چکے۔

کیا المیہ ہے۔ ہم تو دنیا میں ڈرنے کے لیے نہیں، ڈرانے، دماغ ٹھکانے لگانے، ظلم وجبر کی قوتوں سے نمٹنے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ دہشت گرد کی اصطلاح کا ماخذ قرآن ہے۔ کفر بجا طور پر مسلمان سے ڈرتا لرزتا ہے تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلے کے لیے مہیا رکھو تاکہ اس کے ذریعہ سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے اعداء کو خوف زدہ کردو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے۔ (الانفال:60) ٹھیک ٹھیک سیدھی بات کہنے والی کتاب (قرآن) تاکہ وہ لوگوں کو اللہ کے سخت عذاب سے ڈرادے ان لوگوں کو ڈرادے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا ہے۔ (الکھف:2،4) ہماری تاریخ جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے کفر کے دل دہلانے کی تاریخ ہے۔ البدر الاول تا البدر الثانی۔ افغانستان میں۔ جہاں سے روسی ریچھ بلبلاتا ہوا نکلا اور اب دوسری سپر پاور اپنے زخم چاٹ رہی ہے۔ یہ تاریخ طارق بن زیاد، بایزید یلدرم (بجلی کا کڑکا!)، صلاح الدین ایوبی اور سلطان محمد فاتح سے لے کر، بے مثل عزیمت کے حامل دورِ حاضر کے بے نام عساکر کی تاریخ ہے۔ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا!

المیہ یہ ہے کہ گرتی دیواروں کو دھکا دینے کی بجائے مسلم صاحبانِ اقتدار، کفر کے مقابل بریشم کی طرح نرم ہوئے بچھے چلے جاتے اور خدمات پیش کیے چلے جا رہے ہیں۔ ارضِ حرمین شریفین سے ابھرنے والی نازنینہ کی حیا سوز ڈیوامت کی غیرت دینی کے تابوت کی کیل ہے، جسے حیا و حجاب کی محافظ پاک سرزمین پر پہلی مرتبہ کھلی چھٹی دے دی گئی۔ منی سکرٹ میں ملبوس نیم برہنہ ماڈل اٹھلاتی پھری اور وڈیو اپ لوڈ کر دی۔ سی این این (19 جولائی) کی خوشی دیدنی تھی۔ تاہم پولیس نے مختصر پوچھ گچھ کے بعد اسے چھوڑ دیا کہ اس نے مملکت کے قانون کو نہیں توڑا! وہ مملکت جس کا آئین قرآن ہے؟ جس میں حیا کے تحفظ کے لیے سورۃ النور اور الاحزاب میں مفصل احکام ہیں۔ اشاعتِ فحش پر دنیا و آخرت میں دردناک سزا کی وعید ہے! الامان والحفیظ۔ تاہم اللہ کے وعدے تو پورے ہو کر رہنے ہیں۔ اللہ کا فیصلہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا پھیلا کر رہے گا خواہ یہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ (الصف:8)

☆☆☆

بقیہ: اداریہ

احسانات تلے دبے ہوئے تھے اُنہیں قانون کے تحت کارروائی کے راستے میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے تھا۔ اگر اُنہوں نے ایسا نہیں کیا تو اس کی تردید کریں۔ پرویز مشرف کی زیادتی سے نواز شریف کے دل میں اگر خاص اس شخص کے لیے نفرت پیدا ہو جاتی تو اس کا بہرحال جواز تھا۔ لیکن غلط یہ ہوا کہ اُنہوں نے ساری فوج خاص طور پر فوج کی پوری قیادت کو اپنے انتقام کا ہدف بنا لیا۔ ردعمل میں بھارت سے محبت کی پینگیں بڑھانا شروع کر دیں۔ یہاں تک کہ وہ جب مودی کی رسم تاجپوشی میں شرکت کے لیے بھارت گئے تھے تو کشمیری لیڈروں سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا اور وجہ یہ بتائی گئی کہ وزیر اعظم کے پاس وقت نہیں اور پھر بھارت کے آئرن ٹائیکون جندل سے ملاقات کرنے اُس کے گھر پہنچ گئے۔ فوج کی قیادت کو زچ کرنا اُنہوں نے اپنا وطیرہ بنا لیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری فوجی قیادت سے ہمالیائی غلطیاں ہوئیں۔ اُنہوں نے ہوسِ اقتدار کا مظاہرہ بھی کیا۔ اُنہوں نے طاقت کے بل بوتے پر سول قیادت سے ڈیل کیا جو غلط تھا۔ لیکن دانشمندی کا تقاضا تھا کہ فوج کی اصلاح کی کوشش کی جاتی۔ فوج کے رول کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دنیا بھر میں ہر جگہ کسی نہ کسی انداز میں ہے۔ لہٰذا اُنہیں دشمن نہ بنایا جاتا۔ فوج کی قیادت کو دشمن کی موجودگی میں ذلیل و خوار کرنا حماقت تھی جس کا ارتکاب ہوا۔ (اس واقعہ کی تفاصیل تحریر کرنا مناسب نہیں)۔ سات آرمی چیف سے پھڈا کیا۔ آرمی چیف آصف نواز جنجوعہ سے اُن کا جھگڑا اتنی شدت اختیار کر گیا کہ اُن کی وفات پر اُن کے لواحقین نے نواز شریف پر اُن کے قتل کی سازش کا الزام لگا دیا۔ پھر ڈان لیکس جیسی وارداتیں کی گئیں۔ فوج نے پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اپنی ٹویٹ واپس لے کر سرنڈر کیا جو انتہائی عقلمندی کا مظاہرہ تھا۔ لیکن میاں نواز شریف نے اسے فوج کی کمزوری سمجھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سب کچھ کے باوجود ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ اللہ کی پکڑ میں اس لیے آئے کہ اُنہوں نے سیاست کا آغاز اسلام کا دامن تھام کر کیا تھا۔ ضیاء الحق کے مشن کی تکمیل پھر اسلامی جمہوری اتحاد کی سربراہی حاصل کی اور پھر یہ نوبت آئی کہ وہ یہ سفر طے کرتے کرتے لبرل ازم کے علمبردار بن گئے۔ اب اُنہیں خدا اور بھگوان ایک ہی دکھائی دیتا تھا۔ وہ ہولی کے تہوار میں شرکت کے بڑے متمنی تھے۔ وہ سود ختم کرنے کا وعدہ کر کے منحرف ہو گئے۔ یہ اُن کی انتہائی بدقسمتی تھی کہ جب عدالت نے سود اور ربا کو ایک قرار دے کر حرام ٹھہرایا تو اُنہوں نے سود کی بحالی کے لیے عدالت میں رٹ دائر کی۔ لہٰذا آج تک قوم سود کی لعنت سے نجات حاصل کر نہیں سکی۔ اُنہوں نے اپنے اردگرد سیکولر عناصر ہی کو نہیں بلکہ ملحد لوگوں کو بھی جمع کر لیا۔ یہ پانسہ اُنہوں نے دنیا کی ظاہری اور وقتی طور پر غالب قوتوں کو خوش کرنے کے لیے پلٹا۔ لیکن کائنات کی حقیقی اور ابدی قوت کو ناراض کر بیٹھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ موقع دیتا ہے فرد ہو یا قوم اور بالآخر رسی کھینچ لیتا ہے۔ ہم بحیثیت قوم وہی غلطی کر رہے ہیں جو نواز شریف نے فرد کی حیثیت سے کی۔ پاکستان کی بنیاد لا الٰہ الا اللہ پر رکھی تھی۔ پاکستانی قوم نے اس سے انحراف کیا، عہد توڑا۔ معاشرہ بحیثیت مجموعی دولت کا پجاری ہے' جائز اور ناجائز کی تمیز ختم کر چکا ہے۔ بے حیائی وبا کی طرح پھیل چکی ہے' اگر قوم اپنا رخ نہیں بدلتی اور صراطِ مستقیم پر گامزن نہیں ہوتی تو قوم کا حشر نواز شریف سے مختلف کیوں ہوگا؟ تحریک پاکستان کے دوران قائم کیے گئے ہدف تک قوم صرف اُسی صورت میں پہنچ سکتی ہے اگر افراد بھی بدلیں، نظام بھی بدلے۔

حج کی روح اور اس کا فلسفہ

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ

آج میرا مقصود آپ کے سامنے حج کی روح اور اس کے فلسفے کو پیش کرنا ہے جو آج ہماری نظروں سے اوجھل ہو چکا ہے۔ ہمارے معاشرے میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو ہر سال حج اور عمرہ کے لیے جاتے ہیں‘ لیکن ان کی زندگیوں میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آتی اور نہ ہی ان کے طرزِ عمل میں کوئی انقلاب واقع ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم میں حج وعمرہ کی اصل روح مفقود ہو چکی ہے۔ وہ جو اقبال نے کہا تھا: ؎

نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہے، تو باقی نہیں ہے!

حج کی روح کے حوالے سے چند نکات پیش خدمت ہیں:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الذاریات میں انسانوں اور جنوں کی تخلیق کا مقصد ”عبادتِ رب“ قرار دیا ہے۔ عبد یعنی غلام کا اصل کام یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ آقا کا ہر حکم مانے اور اس کے سامنے جھک کر رہے، لیکن جب مالکِ حقیقی کی بندگی کا ذکر ہو گا تو یہاں عبادت سے مراد ہے کہ اللہ کی رضا کی خاطر اس کی کامل اطاعت‘ محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر کی جائے۔ ویسے تو یہ محبت ہر عبادت کا حصہ ہے‘ مگر حج اسلام کا وہ عظیم الشان رکن ہے جس کی ادائیگی کا ہر مرحلہ بے تابانہ محبت اور وارفتگی کا مظہر ہے۔ ہر پہلو سے عشقِ خداوندی اور صحبتِ ایزدی کا اظہار ہوتا ہے۔ حج کے دوران انسان دیوانہ وار اپنے خالق کی رضا میں سرگرمِ عمل رہتا ہے۔ ایک حاجی جب احرام باندھ کر حرم میں داخل ہوتا ہے اور ننگے سر‘ ننگے پاؤں اور بدن پر صرف سفید چادر اوڑھے طواف کرتا ہے تو یہ گویا ایک مجذوب کی سی حالت ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ بقول اقبال ؏ ”مقامِ بندگی دیگر‘ مقامِ عاشقی دیگر“ کے مصداق حج اصل میں اپنے خالق کے عشق کے اظہار کا نام ہے۔ اسی طرح حاجی اپنی زبان سے لبّیک اللّٰھم لبّیک کہتا ہوا مکہ مکرمہ پہنچتا ہے تو وہ اپنے جذبہ عشق کو سکون عطا کرتا ہے۔ مناسک حج میں صفا اور مروہ کے درمیان دیوانہ وار انداز میں سعی بھی شامل ہے، اور پھر یہی عشق اس کو احرام کی دو چادروں میں منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کی وادیوں میں دیوانہ وار گھومنے پر راضی کرتا ہے۔ الغرض سفرِ حج کا ہر لمحہ عشق و محبت کا آئینہ دار اور بندہ کی جانب سے محبوبِ حقیقی سے والہانہ محبت کا کھلا مظاہرہ ہے۔ حج کے بہت سے مناسک ایسے ہیں جن کی کوئی عقلی تاویل ممکن نہیں ہے، بجز اس کے کہ یہ سب محبتِ الٰہی اور وارفتگی کے مظاہر ہیں جو بندے کے اپنے رب کے ساتھ والہانہ تعلق کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ عقلیت گزیدہ افراد کے لیے ناقابلِ فہم ہے۔

حج بیت اللہ کی سعادت کے حصول کے بعد ہماری زندگیوں میں مثبت تبدیلی ضرور آنی چاہیے۔ خانہ کعبہ اور حج بیت اللہ کے ذکر کے ساتھ ہی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں کی لازوال اور بے مثال مثالوں کا بیان بھی ضرور ہوتا ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے گھر والوں نے اللہ کی راہ میں جو قربانیاں دیں‘ اللہ تعالیٰ نے ان کی یاد میں بہت سی چیزوں کو زندہ رکھا ہے۔ آبِ زم زم ہو یا صفا و مروہ کے درمیان سعی کا عمل‘ پھر بیت اللہ کی تعمیر ہو یا مقامِ ابراہیم اور رمی جمرات ہو یا قربانی کی رسم، یہ سارے کام اور مقامات سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی محبتِ الٰہی میں سرشاری اور عظیم الشان قربانیوں کی یادگار ہیں۔ آج بھی حاجی کو چاہیے کہ وہ مکہ مکرمہ سے لوٹتے ہوئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اسوہ کی پیروی اپنے ساتھ لے کر آئے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جو توحید کے سچے علمبردار تھے، اس وقت کے طاغوت نمرود کے سامنے کلمۂ حق کہہ کر اسے لاجواب کر دیا تھا۔ اسی طرح ہر حاجی کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر توحید کو سربلند کرے اور اس طاغوتی نظام کے خلاف کلمۂ حق کہنے کی جرأت پیدا کرے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی محبت کی خاطر گھر کی محبت اور عیش و آرام کو قربان کر دیا اور پھر اللہ کی محبت کی خاطر وطن کی محبت کو قربان کر کے اللہ کے بھروسا پر اس کی راہ میں مسافرت اختیار کی اور صرف اللہ کی رضا کی خاطر اپنے انتہائی سعادت مند بیٹے کو قربان کرنے پر آمادۂ عمل ہوئے اور یہ ثابت کر دیا کہ وہ صرف اللہ کے ہیں اور اس کے لیے ہی یکسو ہیں۔ حج اور عمرہ کے مختلف مناسک ادا کرتے وقت یہ اسوہ ہمارے سامنے رہنا چاہیے۔ حاجی کی زندگی میں اس طرح کی انقلابی تبدیلی آئے کہ وہ واپس آ کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے اللہ کی محبت کی خاطر دنیا کی تمام محبتوں کو پس پشت ڈال دے اور اس کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے پر تیار ہو جائے۔ اسی طرح حاجی صاحبان کے لیے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی حاضری اور نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کا اصل حاصل یہ ہونا چاہیے کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے محبت اور ان کے ادب و احترام کے ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کا جذبۂ صادق بھی ساتھ لے کر آئیں۔ جیسے نبی کریم ﷺ نے اللہ کی محبت کی خاطر دین کی جدوجہد اور محنت کی، ایسے ہی ہمیں بھی اپنی زندگی اس کام کے لیے لگانا اور کھپانا ہو گی۔ الغرض حج کے بعد انسان کی زندگی میں یہ مثبت تبدیلی آنی چاہیے اور اس کے لیے بھرپور کوشش کرنی چاہیے تاکہ آپ اس باسعادت سفر کی برکات سے بھرپور طور پر استفادہ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ حج پر جانے والے تمام مسلمانوں کو حجِ مبرور نصیب فرمائے اور ہم سب کو اسوۂ ابراہیمی کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین! ☆☆☆

بقیہ: منبر و محراب

﴿وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا﴾ ”اور جب انہوں نے دیکھا تجارت کا معاملہ یا کوئی کھیل تماشا تو اس کی طرف چل دیے“ ﴿وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ﴾ ”اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیا“۔ ﴿قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ⑪﴾ ”(اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجیے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کہیں بہتر ہے کھیل کود اور تجارت سے۔ اور اللہ بہترین رزق عطا کرنے والا ہے“۔

اس آیت میں ایک واقعہ کا ذکر ہے۔ نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ان دنوں قحط کا عالم تھا۔ جب باہر کوئی قافلہ آیا تو گھنٹیوں کی آواز سن کر بہت سے لوگ خطبہ کے دوران ہی اُٹھ کر قافلے کی طرف چلے گئے۔ لہٰذا اس آیت میں اس پر گرفت کیے بغیر آئندہ کے لیے نصیحت کر دی گئی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں جمعہ کے نظام کو سمجھنے اور اس پر مکمل طور پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ☆☆

اعمال اور کردار کا محاسبہ

مولانا انعام اللہ

عقل مند آدمی کو چاہیے کہ اپنے اعمال اور کردار کا محاسبہ کرتا رہے اور اپنے نفس کی اصلاح میں لگا رہے۔ ہر وقت خیال رکھے کہ مجھ سے کوئی حق تعالیٰ کی نافرمانی تو نہیں ہو رہی۔ کسی بندے کا حق تو ضائع نہیں ہو رہا۔

زیادہ تر انسانوں کے نفوس سرکش ہی ہوتے ہیں وہ انسان سے اپنی من مانی کراتے رہتے ہیں اور ان کی من مانی ہمیشہ اللہ کی مرضی کے خلاف ہوتی ہے گویا وہ انسان کو خدا کا بندے بننے کے بجائے اپنا بندہ بنا لیتے ہیں اس کیفیت کو اللہ پاک نے قرآن پاک میں اس طرح بیان کیا ہے:

’’کیا تم اس شخص کو نہیں دیکھتے جس نے اپنی خواہشات کو خدا بنا رکھا ہے۔‘‘ (الفرقان: 43)

اے نفس ذرا انصاف کر اگر ایک یہودی تجھ سے کہہ دیتا ہے کہ فلاں لذیذ کھانا تیرے لیے نقصان دہ ہے تو تو صبر کرتا ہے اسے چھوڑ دیتا ہے اس کی خاطر تکلیف گوارا کر لیتا ہے تو کیا اللہ کے رسول ﷺ کا قول اور خدا کی کتاب کا مضمون تیرے نزدیک اس یہودی کے قول سے بھی گیا گزرا ہے۔

تعجب ہے کہ اگر ایک بچہ کہتا ہے کہ تیرے کپڑوں میں بچھو چڑھ گیا ہے تو تو بغیر دلیل طلب کیے اپنے کپڑے اتار پھینکتا ہے۔ کیا اللہ اور اس کے رسولوں کی خبریں تیرے نزدیک اس بچے کی بات سے بھی کم وقعت رکھتی ہیں۔

جہنم کی آگ، اس کی بیڑیاں، اس کے سانپ، بچھو، قبر کی ہولناکیاں، اس کا دبانا، پل صراط، حساب کتاب کے متعلق جو خبریں اللہ نے اپنی کتاب اور اس کے رسول نے اپنی احادیث میں دی ہیں اگر تیرا ان پر ایمان ہے تو پھر کیا بات ہے کہ تو جہنم کے عذاب اور قبر کی تکلیف سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا۔

موت کا فرشتہ تیری طرف گھات لگائے انتظار میں ہے کہ کب اس کو حکم ملے اور وہ آ کر تجھے دبوچ لے۔ تو مہلت مانگے اور مہلت نہ ملے، تو بولنا چاہے اور نہ بول سکے تو اپنے پیاروں سے مدد کی بھیک مانگے اور مدد نہ مل سکے۔ تو فدیہ میں دنیا بھر کی دولت دے تب بھی قبول نہ ہو۔ اس وقت تو حسرت بھری نظروں سے دنیا کی نیکیوں کو دیکھے گا جو تو حاصل نہ کر سکا۔ اے نفس ذرا سوچ جب ایسا سخت وقت آنے والا ہے تو اس کے لیے تو تیاری کیوں نہیں کرتا تو یہی کہتا رہتا ہے کہ بس کل سے نیک زندگی گزاروں گا اور کل کل کرتے تیری ہر کل آج میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اے نفس خوب جان لے اگر نیکی اختیار کرنے میں آج تو اپنے کو عاجز پاتا ہے تو کل اس سے بھی عاجز تر ہو گا۔ اے نفس کیا تو نہیں جانتا کہ سب مرنے والے یہ تمنا کرتے ہیں کہ کاش ہمیں ایک ہی روز کی زندگی اور مل جائے تو ہم دنیا میں واپس جا کر کوئی نیک عمل کر کے اپنے گناہوں کی تلافی کر لیں اور تجھے ابھی یہ بات حاصل ہے کہ تو دنیا میں موجود ہے مگر تو اپنے وقت کو غفلت اور خدا کی نافرمانی میں ضائع کر رہا ہے۔

افسوس کہ تیری زبان تو مسلمان ہے مگر دل مسلمان نہیں۔ تیرا قول مسلمان ہے مگر تیرا عمل مسلمان نہیں۔ تو اپنی جلوت اور مجلسوں میں تو مسلمان ہے مگر خلوت اور تنہائی میں مسلمان نہیں۔ کیا خبر کل کا دن اس حالت میں آئے تو سطح زمین سے گم ہو کر قبر کے تاریک گڑھے کے اندر موجود ہو بلکہ کیا عجب کہ ابھی ایسا ہو جائے۔ اے دنیا کی حرام لذتوں میں مشغول نفس موت آنے سے پہلے اپنا محاسبہ کر لے۔ حق تعالیٰ کی ڈھیل اور اپنے عیش وعشرت کے سامان سے دھوکہ نہ کھا۔ اے بدنصیب نفس تو ان میں داخل ہے جو یہاں دنیا میں دنیا کمانے کی مشقت اور فکروں میں مبتلا ہے اور وہاں اس کی وجہ سے دوزخ میں بھی تکلیف اور عذاب میں مبتلا رہے گا۔ جناب رسول ﷺ نے فرمایا بندہ جب اعمال میں کوتاہی یعنی نافرمانی کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو اہل وعیال کی فکر میں مبتلا کر دیتا ہے۔ بیوی بچوں کے جھگڑوں میں، آمدنی کی کمی میں۔ اولاد کے نافرمان بن جانے میں۔ گھر کے لوگوں کے درمیان جھگڑے اور نفرتیں پیدا ہونے میں وہ جہاں بھی جاتا ہے ٹھوکریں کھاتا ہے۔

دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم اس کے شکر گزار بنو اور ایمان لے آؤ۔‘‘

اے آخرت کی زندگی سے غافل نفس شیطان تیرے دل میں فاسد خیالات ڈال کر تجھ کو نیکی اور سعادت کے راستے سے ہٹا رہا ہے، کبھی دل کہتا ہے کہ اللہ اپنی مخلوق کی اطاعت سے بے نیاز ہے۔ اس کو ہمارے عمل کی حاجت نہیں، پھر ہم کیوں نماز، روزہ وغیرہ کی تکلیف برداشت کریں، بے شک اللہ بندوں کی عبادت سے بے نیاز ہے، اس کو ہماری بندگی سے کوئی فائدہ ہوتا ہے نہ ہماری نافرمانی سے کوئی نقصان۔ جو کچھ ہم کرتے ہیں اس میں ہمارا اپنا ہی فائدہ اور نقصان ہے۔ ’’و من عمل صالحا فلنفسه‘‘ جس نے نیک کام کیے اپنے ہی فائدے کے لیے کیے، ’’و من تزکی فانما تزکی لنفسه‘‘ جس نے پاکیزگی اختیار کی اس نے اپنے آپ کو پاکیزہ کیا۔‘‘

کبھی شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ اللہ بڑا غفور رحیم ہے۔ ہم ہزار گناہ کریں، وہ ضرور ہماری بخشش کر دے گا۔ اے نفس خبردار ہو جا! یہ شیطان کا سب سے بڑا دھوکا ہے، بے شک اللہ بڑا رحیم وکریم ہے مگر اس کی دوسری صفات قہار، جبار، منتقم اور شدید العقاب بھی ہیں۔ کسان جب تک دانہ نہ بوئے فصل ہاتھ نہیں آتی۔ آدمی تندرست نہیں رہ سکتا جب تک غذا نہ کھائے۔ بیمار اچھا نہیں ہوتا جب تک علاج نہ کرے تو جس طرح دنیا کی چیزوں کو حاصل کرنے کے لیے قدرت نے اسباب پیدا کیے ہیں، آخرت کی سعادت اور نجات کے لیے بھی اسباب ہیں۔ اے نفس! ہوش میں آ، خیال کر کہ مسلمان ہو کر آدمی نشہ کرے، چوری کرے، قتل کا مرتکب ہو، زنا کرتا پھرے، نماز سے بھاگے، روزے سے جان چھڑائے۔ زکوٰۃ سے منہ بنائے۔ لوگوں کو دھوکہ دے۔ ان کے حقوق تلف کرے اور طرح طرح کے برے کاموں میں لگا رہے اور پھر بھی امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ بڑا رحیم وکریم ہے، مجھے جنت عطا کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ سے حسن ظن یعنی نیک گمان رکھنا بہت اچھی بات ہے اور حدیث قدسی میں بھی اس کی تاکید ہے مگر لوگ اس کے غلط معنی سمجھے ہوئے ہیں۔ بندہ جب خدا کی عبادت واطاعت میں کوشش کرے اور گناہوں سے کنارہ کش رہے۔ نیک اور صالح زندگی گزارے، اس کے بعد کہے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ جو کچھ مجھ سے نیکیاں اور عبادات ہوئیں اسے خداوند کریم اپنے فضل وکرم سے قبول فرمائے گا اور میری کوتاہیوں اور غلطیوں کو معاف کر کے مجھے بخش دے گا تو اس کیفیت کو حسن ظن، نیک گمان اور رجا کہتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر بندہ غفلت میں پڑا رہے۔ من مانی زندگی گزارے۔ اطاعت چھوڑ کر نافرمانی اور سرکشی کرے، قہر خداوندی کا کچھ خوف نہ کرے۔ قرآن کے وعدہ اور وعید کو خاطر میں نہ لائے پھر بھی یہ کہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ خدا مجھے بہشت میں داخل کرے گا اور عذاب سے نجات دے گا تو یہ حسن ظن اور رجا نہیں بلکہ یہ محض آرزو ہی آرزو ہے جو بالکل لاحاصل اور جس کی کوئی حقیقت اور بنیاد نہیں۔

حلقہ فیصل آباد میں دورہ ترجمہ قرآن کے پروگرامز

حسبِ روایت اس سال بھی فیصل آباد، ٹوبہ اور جھنگ میں دورہ ترجمہ قرآن کے پروگرامز اللہ کے فضل وکرم سے تکمیل کو پہنچے۔ فیصل آباد میں مرکزی پروگرام قرآن اکیڈمی سعید کالونی میں ہوا جس میں محترم ڈاکٹر عبدالسمیع نے مترجم کے فرائض سرانجام دیئے۔ مزید پروگرامز میں محترم فیضان حسن، نعمان اصغر، ڈاکٹر نعیم الرحمٰن نے مکمل دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ جزوی دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کرنے والوں میں ڈاکٹر خالد محمود، جناب عتیق الرحمٰن، ڈاکٹر جہانزیب اور ڈاکٹر غلام دستگیر شامل ہیں۔ ٹوبہ میں جزوی دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت پروفیسر خلیل الرحمٰن نے حاصل کی۔ جھنگ میں محترم مختار حسین فاروقی اور عبداللہ اسماعیل نے یہ سعادت حاصل کی۔ مزید برآں رمضان المبارک کے آخری عشرے میں رمضان، قرآن اور پاکستان کے حوالے سے بھی مدرسین نے سامعین سے خطاب کیا۔

اللہ کریم ان کوششوں کو قبول فرمائے اور غلبہ واقامت دین کی مبارک محنت کے لئے ہم سب کو زیادہ سے زیادہ ہمت کرنے کی توفیق دے۔ آمین (رپورٹ: رفیق تنظیم)

تنظیم اسلامی وہاڑی میں سود کے خلاف مظاہرہ

مظاہرہ کا انعقاد 2 جولائی 2017ء کو ہوا۔ مظاہرہ کے دوران رفقاء نے ہینڈ بل تقسیم کیے اور بینرز اور پلے کارڈ بھی اٹھا رکھے تھے۔ مظاہرہ کا آغاز مرکز تنظیم شیخ کالونی سے ہوا اور پریس کلب پر اختتام ہوا۔ دوران مظاہرہ میڈیا نے بھی کوریج کی اور شرکاء سے مختصر انٹرویو بھی لیے۔ الحمدللہ پروگرام بھرپور انداز میں ہوا۔ رفقاء نے بھی بھرپور شرکت کی۔

(مرتب: ڈاکٹر مظہر الاسلام)

مقامی تنظیم گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ماہانہ تربیتی اجتماع

28 اپریل 2017ء کو پروگرام کا آغاز مغرب کی نماز کے بعد مرکز تنظیم اسلامی گوجرانوالہ میں ہوا۔ میزبانی کے فرائض مقامی تنظیم گوجرانوالہ کے امیر حافظ محمد عاصم قاسمی نے ادا کیے۔ تلاوت قرآن پاک کی سعادت جناب حافظ ابوبکر کے حصے میں آئی۔ نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت جناب حافظ محمد عاصم قاسمی نے حاصل کی۔ اس کے بعد قاری محمد افضل نے توبہ کی اہمیت وفضیلت کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ اس کے بعد جناب صہیب منیر نے ''جھوٹ کا گناہ'' کے موضوع پر تفصیلی درس دیا۔ بعدازاں جناب قاری منیر نے سیرت صحابہؓ پر مختصر مگر جامع بیان کیا۔ اس کے بعد جناب حافظ محمد عاصم قاسمی نے ''التزام جماعت و بیعت'' کے موضوع پر روشنی ڈالی اور اپنے درس کا اختتام مقامی تنظیم کے حوالے سے تاثرات سے کیا۔ آپ نے رفقاء سے بھرپور تعاون کی درخواست کی تاکہ اہداف کا حصول آسان اور جلد ہو سکے۔ پروگرام کا اختتام جناب محمد طیب کی اختتامی دعا سے ہوا۔ (رپورٹ: اعظم طفیل)

امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کا دورہ نوشہرہ کلاں، خویشگی اور چارسدہ وتنگی

امیر حلقہ 7 جولائی 2017ء کو اپنے رفقاء کے ہمراہ نوشہرہ گئے اور وہاں سے معتمد مقامی تنظیم محترم جانثار کو ساتھ لے کر ایک منفرد رفیق محترم راج محمد کے گھر گئے جو کافی عرصہ سے رابطے میں نہیں تھے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ پھر ان کے بیٹے جو کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہیں، کا نمبر حاصل کیا اور والد کی وفات پر تعزیت کی۔ اس کے بعد امیر حلقہ ساتھیوں کے ہمراہ ایک اور منفرد رفیق محترم فضل ربی گلفام کے گھر گئے۔ اس نے کافی پُرجوش انداز میں امیر حلقہ کو خوش آمدید کہا اور مہمان نوازی کی۔ امیر حلقہ نے اسے نظم سے جڑنے کی دعوت دی۔ جس پر اس نے لبیک کہا اور کہا کہ ان شاء اللہ میں نظم کے ہر حکم پر لبیک کہوں گا۔ اس کے بعد امیر حلقہ ساتھیوں کے ہمراہ نوشہرہ نظم کے ملتزم رفیق محترم خضر حیات جو کہ اکثر اجتماعات سے غیر حاضر رہتے تھے، کے گھر گئے وہ بہت خوش ہوئے۔ امیر حلقہ نے انہیں ترغیب وتشویق دلائی۔ وہاں سے امیر حلقہ ملتزم رفیق نوشہرہ تنظیم محترم نصر اللہ کے گھر گئے جہاں پر دوسرے رفقاء بھی آئے ہوئے تھے۔ امیر حلقہ نے سب سے گزارش کی کہ ہر حال میں نظم کا خوگر بننا ہے۔ جس پر سب نے لبیک کہا۔ اس کے بعد امیر حلقہ چارسدہ میں تنظیم اسلامی کے منفرد رفیق محترم عالی شان کے گھر گئے اور ان سے اور ان کے والد سے ملاقات کی۔ بعدازاں امیر حلقہ نے تحصیل تنگی ضلع چارسدہ کے رہائشی محترم محبوب گل کی لائبریری کا دورہ کیا۔ جنہوں نے مرکز تنظیم اسلامی کو اپنی لائبریری کے لیے کتب فراہم کرنے کے لیے ایک خط لکھا تھا۔ ان سے ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران ان کے پاس ان کے قریبی دوست ایک وکیل بھی موجود تھے جنہیں تنظیم کی دعوت پیش کی گئی اور ضروری لیٹریچر بھی فراہم کیا۔ محترم محبوب گل سے امیر حلقہ نے کہا کہ جب آپ لائبریری مکمل کرلیں تو ہمارے تنظیم اسلامی پشاور مرکز کا دورہ کریں تاکہ مزید پیش رفت ہو سکے۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے ایک اور منفرد مبتدی رفیق محمد اسرافیل سے فون پر رابطہ کیا اور ان کا حال احوال معلوم کیا، موصوف اس وقت گاؤں سے باہر گئے ہوئے تھے۔ آخر میں امیر حلقہ نے مبتدی رفیق عالی شان کو واپس چارسدہ میں چھوڑا اور پھر پشاور کیلئے واپسی کا سفر شروع کیا۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کا دورہ ضلع بونیر

مورخہ 8 جولائی 2017ء کو امیر حلقہ محمد شمیم خٹک صبح 9:30 بجے پشاور سے بونیر کے لیے روانہ ہوئے اور تقریباً 12:30 بجے منفرد اسرہ کلپانی ضلع بونیر کے نقیب محترم امیر زمان خان کے گھر پہنچے۔ وہاں پہلے سے موجود رفقاء سے ابتدائی ملاقات کے بعد نماز جمعہ کا اہتمام کیا گیا۔ نماز جمعہ کے بعد اسرہ کلپانی کے رفقاء اور منفرد رفقاء کے ساتھ ڈھائی گھنٹے کی نشست کی۔ اس دوران باہمی تعارف کے بعد سیر حاصل گفتگو ہوئی اور منفرد رفقاء کو نظم کے ساتھ جوڑنے کے لیے مشاورت کی گئی۔ رفقاء نے بڑی دلچسپی کا مظاہرہ کیا اور منفرد رفقاء کو اسرے کے ساتھ جوڑا گیا۔ اس کے بعد امیر حلقہ نقیب اسرہ کی معیت میں غیر حاضر رفقاء کے گھروں کو گئے۔ پہلے منفرد رفیق محمد نعیم کے گھر گئے اور ان سے نظم کے حوالے سے گفتگو کی جو کہ کافی مفید رہی۔ وہاں محمد نعیم کے ایک بھائی کے ساتھ بھی ملاقات ہوئی۔ محترم نعیم نے بڑے پرتپاک طریقے سے امیر حلقہ کو رخصت کیا۔ بعدازاں امیر حلقہ ایک اور منفرد رفیق محمد رحیم کے ہاں گئے، لیکن ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے اسرہ کلپانی کے نقیب امیر زمان خان کا شکریہ ادا کیا اور پشاور کے لیے روانہ ہوئے۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

حلقہ پنجاب شرقی کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع

23 جولائی 2017ء کو اجتماع کا آغاز صبح 9 بجے بمقام جامع مسجد جامع القرآن بہاولنگر میں ہوا۔ محترم محمد ناصر بھٹی نے ناظم اجتماع کے فرائض ادا کئے۔ سجاد سرور نے سورۃ الحجرات کی روشنی میں اجتماعیت کو کمزور کرنے والی چیزوں کے حوالے سے گفتگو فرمائی۔ مقامی تنظیم

مروت کے ناظم دعوت مولانا عبدالوہاب شاہ شیرازی نے پاکستان میں نظام کی تبدیلی کے طریقہ کار اور اس کے مراحل کے حوالے سے انتہائی جامع اور مدلل انداز میں خطاب فرمایا۔ اس کے بعد نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان ڈاکٹر عبدالسمیع نے منتخب نصاب نمبر 1 اور 2 کے اسباق پر ایک طائرانہ نظر کے عنوان پر بہت احسن انداز میں گفتگو فرمائی۔

یہ تربیتی اجتماع تقریباً 02:30 بجے اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں 181 کے قریب رفقاء اور 67 احباب نے شرکت کی۔ مقامی تنظیم بہاولنگر نے پورے حلقے کی میزبانی کے فرائض ادا کیے۔ اللہ رب العزت سب رفقاء کے جذبہ ایثار و قربانی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور خدمت دین کے لئے مزید ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔

(رپورٹ: عابد حسین)

حلقہ فیصل آباد کے زیراہتمام عیدملن پروگرام

پروگرام 28 جون بعد از نماز مغرب قرآن اکیڈمی سعید کالونی میں منعقد ہوا، جس میں پچاس سے زائد رفقاء واحباب نے شرکت کی۔

شرکاء سے محترم ڈاکٹر عبدالسمیع، محترم رشید عمر نے خطاب کیا اور محترم اصغر صدیقی نے معاشرتی برائیوں کی اصلاح کے حوالے سے مذاکرہ کرایا۔ آخر میں امیر حلقہ نے مختصر تذکیر کے بعد اختتامی دعا کرائی۔ (رپورٹ: حافظ ارشد علی)

حلقہ فیصل آباد کے زیراہتمام تذکیر بالقرآن کورس کی تقریب تقسیم اسناد

14 جولائی بعد از نماز مغرب بمقام قرآن اکیڈمی سعید کالونی فیصل آباد میں ماہ رمضان میں جاری رہنے والے تذکیر بالقرآن پروگرام کے شرکاء میں تقسیم اسناد کا ایک پروگرام منعقد ہوا جس کی صدارت انجمن خدام القرآن فیصل آباد کے ناظم محترم خواجہ محمود اختر نے فرمائی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ محترم رشید عمر، امیر حلقہ ملک احسان الٰہی اور صدر انجمن خدام القرآن فیصل آباد محترم جناب ڈاکٹر عبدالسمیع نے تقریب سے خطاب فرمایا۔

پہلی تین پوزیشنیں لینے والے شرکاء کو خصوصی انعامات دیے گئے۔ دیگر شرکاء کورس میں اسناد کے ساتھ ساتھ قیمتی کتب بطور تحفہ دی گئیں۔

شہر کے مختلف مقامات پر دورہ ترجمہ قرآن میں شریک ہونے والے خواتین و حضرات نے بھی اس پروگرام میں بھرپور شرکت کی۔ پروگرام میں تقریباً 250 مرد اور 20 خواتین نے شرکت کی۔ اللہ کریم اس محنت کو قبول فرمائے اور امت مسلمہ کو رجوع الی القرآن اور اتباع رسول ﷺ کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین۔ (مرتب: حافظ ارشد علی)

ضرورت رشتہ

☆ گجرات میں مقیم رفیق تنظیم کی ہمشیرہ، عمر 26 سال، تعلیم بی کام، کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ترجیحاً رفیق تنظیم۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0302-6273134

☆ رفیق تنظیم عمر 59 سال، دوسری شادی، بوجہ وفات پہلی بیوی، ایک بیٹا / ایک بیٹی دونوں شادی شدہ، کے لیے دینی مزاج کی حامل خاتون عمر 45 تا 55 سال کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0333-8225097

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور

شمارہ اگست 2017ء
ذوالقعدہ ۱۴۳۸ھ

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

مشمولات

☆ ملکی سلامتی کا تقاضا ——— ایوب بیگ مرزا
☆ پاکستان کا ماضی، حال اور مستقبل: قرآنی آیات کی روشنی میں ——— حافظ عاکف سعید
☆ مرتبہ صدیقیت اور سیرتِ صدیقیؓ: آئینہ قرآنی میں ——— ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ گناہ کی حقیقت اور توبہ کی اہمیت ——— پروفیسر عبداللہ شاہین
☆ اہل ایمان اور رسول اللہ ﷺ سے محبت ——— پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا احسانی و عرفانی مقام (۲) ——— محمد ظفر اقبال

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 30 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرون ملک) 300 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ مقامی تنظیم چشتیاں کے مبتدی رفیق نذیر احمد وفات پاگئے
برائے تعزیت: 0307-6761034

☆ حلقہ پنجاب شرقی، مروت کے نقیب اسرہ محمد امین کی والدہ وفات پاگئیں
برائے تعزیت: 0300-3765567

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن جمال کے رفیق ظفر محمود کے والد وفات پاگئے
برائے تعزیت: 0300-2272622

☆ رفیق تنظیم اسلامی بورے والا نذیر احمد کا جواں سالہ بیٹا ارفع کریم ٹاور لاہور کے پاس ہونے والے بم دھماکہ میں اپنے خالق حقیقی سے جاملا
رابطہ: نذیر احمد جاوید: 0321-8839277

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

The Role the Muslim Ummah has to Play

The Muslim world is passing through a critical period. It is suffering from the onslaught of western powers, former colonialists and new Islamophobes. It is faced with internal ills, rivalries and conflicts. Is it not strange that in spite of having the light of divine guidance and a glorious past, the Muslims are passing through crisis after crisis?

They and they alone have the concept of only "one God", a clear objective of life, a very clear concept of everlasting life of Aakhirat. Yet they are acting as a directionless people. They had developed a glorious civilization, united the whole world, promoted peace and elevated mankind to the highest ever moral and material heights. They need to rediscover their roots and reinvigorate their spirit.

Is it not extremely painful that they are doling out billions of dollar to satisfy the ever increasing greed of the big powers, with India being the latest addition to the Israeli nexus? The Muslim world, however, is grateful to certain Muslim countries for providing refuge for almost three millions victims of the Syrian war. In this regard the European Community's role is pitiable as it promised an aid of 3 billion dollars but up to now has given less than one-third of its commitment.

Our country and Turkey appear to be in forefront for helping the poor, deprived, marginalized and exploited peoples. The Muslim Ummah, first of all must set its own house in order, then it should try to fulfil its designated responsibility of guiding the people of the world towards Allah *(SWT)* and introducing them to a responsible, principled and peaceful moral life and conduct. The Muslim Ummah is capable of playing this constructive and most sought after role as it did in the glorious past under the guidance Islamic principles taught by Allah *(SWT)* and His messenger *(SAAW)*.

Our countries and the intellectual classes therein can certainly play this role to unite mankind on divine principles and put an end to moral depravation, debilitating materialism and ever increasing conflicts and wars. Only through this we can save the world from distraction. Having said that, we ought to bring our houses in order as a primary goal and then embark upon questioning the ethical, moral and legal stance taken by the entire West regarding "Moslems".

Let us make a resolve to renew our faith in Almighty Allah *(SWT)*, His messenger *(SAAW)* and their teachings. Verily the mercy and help of Allah *(SWT)* is very close to the believers. He has assured us that, "As regards the people who strive for Our cause, certainly We show Our (chosen) paths to them". ***Ref: Verse (29:69)***

Let us pray to Allah *(SWT)* the Exalted to bless us with faith, wisdom, courage and resources to fulfil this great responsibility so that the world may witness a new dawn of peace, prosperity and tranquility. Aameen!

Courtesy: ***The Nida e Khilafat Editorial Team***

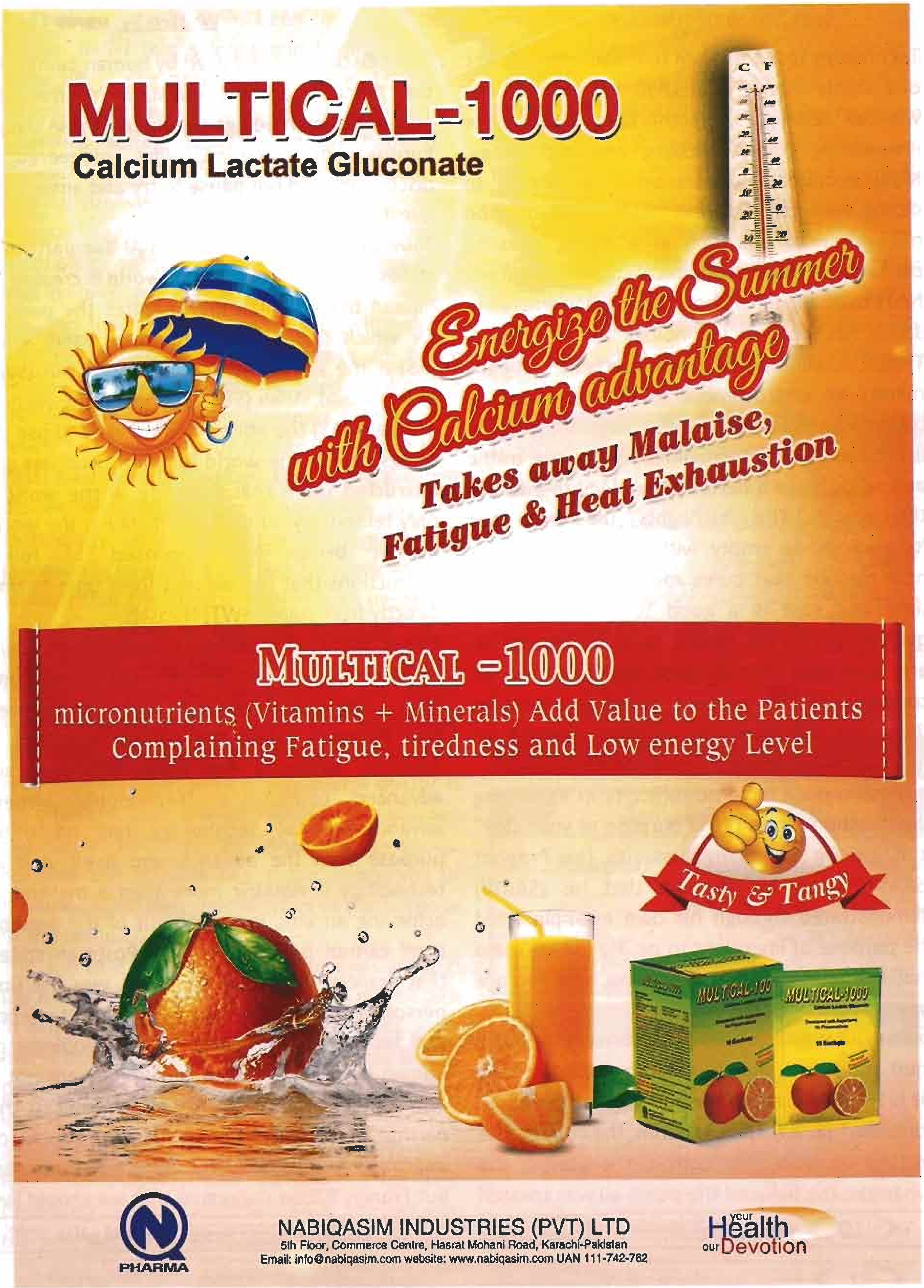
MULTICAL-1000
Calcium Lactate Gluconate
C F
Energize the Summer with Calcium advantage
Takes away Malaise, Fatigue & Heat Exhaustion
MULTICAL -1000
micronutrients (Vitamins + Minerals) Add Value to the Patients Complaining Fatigue, tiredness and Low energy Level
Tasty & Tangy
MULTICAL-1000
PHARMA
NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762
your Health our Devotion